

کاج بھی نہیں کر سکتے اس لئے بہتر یہی ہے کہ فاتح لوگ عورتوں اور بچوں کی دیکھ بھال کریں۔ اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ ان عورتوں اور بچوں کو یا تو احسان کے طور پر آزاد کر دیا جائے یا ان کے بدلے مسلمان قیدی رہا کر دیئے جائیں اور اسلام سے پہلے دوسری اقوام میں یہ طریقہ موجود تھا۔ روم کے لوگ اس لئے غلام بنے کہ دوسری اقوام کے ہاں کینز غلام بنانے کا رواج عام تھا اور اس نے قانونی شکل اختیار کر لی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کا دائرہ تنگ کر دیا اور صرف جنگ میں برابر کی بنیاد پر اسے جائز قرار دیا۔ پھر اسلام نے غلاموں کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ساتھ آزاد کرنے کی ترغیب بھی دی عورتوں اور بچوں کو احسان کے

طہور پر آزاد کرنا

مالکی علماء نے یہ جائز قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کا فیلف جنگ میں قیدی عورتوں کو بغیر کسی فدیہ، معاوضہ انہیں آزاد کر کے انہیں اپنے ملک میں جانے کی اجازت دیدے، شافعی اور حنبلی علماء بھی اس معاملے کو اس شرط پر جائز قرار دیتے ہیں کہ فاتح مجاہدین اس آزادی پر خوش ہوں یا بادشاہ ان مجاہدین کو مال غنیمت کا ایک خاص حصہ عطا کرے جو قوتی مصلحتوں کے لئے ہوتا ہے اور اگر ان کی آزادی مسلمان بادشاہ کی ذاتی مصلحت کے تحت ہو تو اس صورت میں وہ اپنے ذاتی مال سے مجاہدین کو ادائیگی کرے گا اور جس مجاہد نے کسی عورت یا بچے کو آزاد کرنے کی مخالفت کی تو اس مجاہد کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ احناف علماء قطعاً طہور پر عورتوں اور بچوں کو احسان کے طور پر آزاد کرنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں دار الحربہ جاکر وہاں بچے پیدا کر سکتی ہیں اور بچے بالغ ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں گے اور اس طرح مسلمانوں کو ایک نئی جنگ سے دوچار ہونا پڑے گا اس

جائز نہیں۔ لہذا مالکی علماء کی یہی رائے ہے کہ مسلمان بادشاہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ تین طریقوں،

۱۔ غلام یا کینز بنانا

۲۔ احساناً چھوڑنا، آزاد کرنا

۳۔ ان سے فدیہ لینا۔

میں سے کوئی اپناتے، احناف علماء کی یہی رائے ہے کہ مسلمان بادشاہ انہیں غلام بنائے گا۔ شافعی اور حنبلی علماء کہتے ہیں کہ گرفتار ہونے کے بعد عورتیں اور بچے خود بخود کینز اور غلام بن جائیں گے۔ اور مال غنیمت کے ساتھ جی لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور اس حکم کی دلیل یہی ہے کہ نبی علیہ السلام قیدی عورتوں اور بچوں کو اس طرح تقسیم کرتے تھے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت کو تقسیم کرتے تھے۔

بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کی عورتوں اور بچوں کو کینز اور غلام بنانے کا حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صادر کیا تھا اور قیدی کو غلام یا کینز بنانے کا معاملہ دشمنوں کے ساتھ اس زمانہ کے رواج کے مطابق تھا اور اسلام سے پہلے عرب دنیا میں ایک نافذ معاملہ کو اسلام نے جائز قرار دے دیا۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عورتوں بچوں کو کینز یا غلام بنانے کا اختیار مسلمانوں کے فیلف کے پاس ہے اور صرف گرفتار ہونے پر کینز یا غلام نہیں بن سکتے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کوام کہ ساتھ لے کر بنو المصطلق پر حملہ کیا۔ تو اس قبیلے کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو کینز غلام بنانے کا حکم جاری کیا۔ اور اس عمل کے جو راز کی حکمت یہی ہے کہ لڑائی کے بعد جرب مرد قتل ہو جاتے ہیں تو عورتوں اور بچوں کا کوئی سہارا نہیں ہوتا، عورتیں بچے کوئی کام

خاص حصہ ادا کر دیا جائے۔ انہوں نے فدیہ لینے کو فروخت کرنا مان لیا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے امام کو حق حاصل ہے کہ وہ مالی غنیمت و دشمنوں پر فروخت کر کے نقد مال اس کے بدلے لے کر مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ تو اس صورت میں اس کی ضرورت نہیں رہی کہ مصلحت دالے جسے سے مجاہدین کو کچھ ادا کر کے خوش کر دیا جائے اور ان سے منظوری لے۔

خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے بچوں کو فدیہ پر آزاد کرنا اس صورت میں جائز سمجھتے ہیں۔ جب بچوں کے ساتھ ان کے والدین بھی گرفتار کر لئے جائیں ورنہ صرف بچے جب والدین کے بغیر قید کر دیئے جائیں۔ پکڑے جائیں، تو ان کا حکم عام اہل اسلام کا حکم ہے۔ ان کو کافر نہ کہے جائے۔ یہ ظاہری مغزی اور ادراعی کا بھی مذہب ہے۔

احناف اور حنبلیہ کے نزدیک فدیہ پر قیدیوں کو آزاد نہیں کیا جاسکتا نہ مال پر اور نہ مسلمان قیدیوں کے تبادلے میں۔ احناف نے اس سلسلہ میں چاروں ائمہ کے اتفاق کا دعویٰ بھی کیا ہے اور ان کی دلیل یہی ہے کہ عورتیں بچے پیدا کرتی ہیں اور بچے جوان ہو جاتے ہیں۔ تو انہیں اگر فدیہ پر آزاد کر دیا جائے تو وہ مسلمانوں کے خلاف لڑیں گے اور دشمنوں کے ہاتھوں کو مضبوط کر دیں گے۔

القاضی، البریل نے کہا کہ امام احمد بن حنبل کا قول بھی احناف کے مذہب کی تائید کرتا ہے کہ چھوٹے بچوں کا فدیہ لینا مال پر آزاد کرنا یا قیدیوں کے تبادلے میں دینا حرام ہے خواہ وہ بچے اپنے والدین کے مذہب پر ہوں یا ان کے ساتھ پکڑے گئے ہوں۔

ابن قدامہ نے "المغنی" میں نقل کیا ہے کہ امام احمد نے اس سے منع کیا ہے کہ عورتوں کو قیدی میں مال لے کر انہیں آزاد کر دیا جائے۔ کیونکہ جب وہ عورتیں مسلمانوں کے پاس ہوں تو ان کو اسلام کی ترغیب بھی دی جاسکتی ہے یا ان کے بدلے مسلمان قیدیوں کو رہا بھی کر دیا جاسکتا ہے

لے عورتوں کو کثیر اور بچوں کو غلام بنانا احناف کے نزدیک واجب عمل ہے اور عام آیت:

فَاقْتُلُوا مَنَّا بَعْدَ اِثْمَانِهِمْ

تو انہیں یا تو احسان کے طور پر آزاد

کرنا یا ان سے فدیہ لینا ہے۔

یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ عورتوں بچوں کو احسان کے طور پر آزاد کیا جاسکتا ہے اور خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے موقع پر گرفتار شدہ عورتوں اور بچوں کو مسلمان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ہوازن قبیلہ کے لوگ مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا کہ ہماری قوم کی جلیلہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دو پلا یا ہے تو مسلمان مجاہدین کو راضی کر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے جیسا کہ بخاری میں تفصیل سے واقعہ موجود ہے مسلمان مجاہدوں کو راضی کر کے کامل ایسا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیچ پر مسلمانوں کی تربیت کرتے تھے۔ حقیقت میں قیدی بنانا یا غلام بنانا ایسا عمل ہے جو ضیاع اسلام کے اختیار میں ہے، اور مسلمانوں کی مصلحت عامہ کی خاطر اس میں وہ فیصلہ کرنے کا مجاز ہے جیسا کہ مذکور قرآنی آیت میں حکم ہے۔

قیدی عورتوں اور بچوں کو فدیہ

لے کر آزاد کرنا

ماکی مذہب میں مسلمان حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ عورتوں اور بچوں کو فدیہ پر آزاد کر دے اور فدیہ میں کافروں سے مسلمان قیدی حاصل کرے اور فدیہ میں مال نہیں لے سکتا۔

شافعی مذہب میں ان کو فدیہ پر آزاد کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ مسلمان مجاہدوں کو راضی کر کے ان کو غنیمت سے

یا فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے۔

اور بچے بھی قیدیوں کی ایک قسم ہے اور اسلام میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ بچوں اور عورتوں میں تفریق کر دی جائے اور خود ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کا فدیہ میں قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کیا ہے۔

(مراجع)

۱۔ آئناں الحرب فی الفقہ الاسلامی

د۔ و ہبۃ الذخیلی

۲۔ الخراج لابن یوسف

۳۔ شرح النووي لمسلم

۴۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی

۵۔ مجمع الزوائد

معذور افراد اور وہ اشخاص

جو معذوروں کے حکم میں ہیں

جب دشمن کے معذور افراد جنگ میں گرفتار ہو جائیں۔ جیسے انتہائی بوڑھے معمر لوگ اور بولے لنگرے، راہب پادری، گرجاؤں کے متعلقہ افراد، مرد ہو یا عورت، بوڑھے ہوں یا جوان،

اگر وہ اپنی رائے سے لڑنے والوں کی مدد کرتے ہیں یا انہیں لڑنے پر اکساتے ہیں۔ تو کامیابی کے وقت ان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ اور گرفتاری کے بعد ان کے ساتھ لڑنے والوں کی طرح سلوک کیا جائے گا۔ اور فقہائے امت اس پر متفق ہیں۔ کیونکہ جنگ میں ماہر نہ رائے، مشورہ دینہ لڑنے سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ رائے اور مشورہ سے لڑائی جاری رہتی ہے۔

یہ معذور افراد، اگر لڑنے والوں کو کوئی مشورہ نہیں دیتے اور اکساتے، برا بیگشتہ کرنے میں حصہ نہیں لیتے۔ تو جمہور علماء کے نزدیک، انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ

ابن قدامہ کے قول کی تائید میں وہ حدیث بھی مسلم ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ایسا بن سلمہ بن الاکوا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "میرے باپ سلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ ہم نے فزارہ قوم سے جہاد کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ، پہلے قائد تھے تو ہم نے رات کو آرام کیا پھر ہم نے حملہ کیا اور پانی کے چشمے پر قبضہ کر کے جس کو چاہا قتل کیا اور جس کو چاہا قید کر دیا دیکھ لیا میں نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جن میں بچے بھی تھے، وہ بہاڑ کی طرف پہل کرتے تھے میں نے ان کے آگے تیر مارا وہ ٹھہر گئے میں نے سب کو پکڑ لیا ان میں بوفزارہ کی ایک عورت تھی جس کے ساتھ اس کی خوبصورت بیٹی تھی میں نے سب کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ لڑکی مجھے دے دی میں اس لڑکی کو لے کر مدینہ منورہ آیا اور میں نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر دوسرے دن بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا "اے سلمہ ابجھے یہ لڑکی (عورت)، اللہ تعالیٰ کی خاطر بخش دے۔ میں نے کہا "اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لڑکی آپ کی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو مکہ والوں کے پاس بھیجا اور اس لڑکی کے بدلے مسلمانوں کو آزاد کر دیا۔ جو وہاں قید میں تھے۔"

تو اس صحیح حدیث میں یہ حکم ہے کہ مردوں کا تبادلہ فدیہ کے طور پر عورتوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے۔

ابو عبیدہؓ اپنی کتاب "الاموال" میں لکھتا ہے کہ تمام علماء کی یہی رائے ہے کہ مردوں اور عورتوں کا آپس میں تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کے ذریعے فدیہ لینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ اس بارے میں عام دلائل موجود ہیں۔

"فَأَمَّا مَنْ بَدَأَ وَأَمَّا جَدَّ"

قیدیوں کو احسان کے طور پر آزاد کر دیا جائے

فقہاء کی اصطلاح میں قیدی

ہمارے فقہاء کے نزدیک قیدی وہ لوگ ہیں جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں اور مسلمان انہیں زندہ پکڑ لیں اور گرفتار کریں گرفتار کرنا قیدی بنانا اسلام میں جائز عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَحُذِّذُ هُمْ وَاحْصُرُوهُمْ
اور انہیں پکڑ لو اور انہیں بند کرو۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَسُدُّوا أَلْوَشَاقَ
تو رسی کو مضبوطی سے باندھ لو۔

قیدیوں کے عمومی احکام

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جو احکام ثابت ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض قیدیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کے طور پر آزاد کرتے تھے۔ اور بعض قیدیوں کو قتل کرتے تھے۔ اور بعض سے قیدیہ میں مال لیتے تھے یا تباہی میں قیدی لیتے تھے۔ جیسے مسلمان کی عام مصلحت تقاضا کرتی ہے اور جو طریقہ مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید ہو۔ تو کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ایک دائمی قانون ہے یا ان احکام میں سے جو زمانے اور مکان کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں فقہاء اس پر متفق ہیں کہ مسلمان حاکم کو یہ مکمل اختیار کہ وہ جیسے چاہے مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق قدم اٹھائے احناف کا یہ مذہب ہے کہ قیدیوں کے ہارے میں مسلمان حاکموں کو اختیار ہے کہ وہ تین طریقوں میں سے ایک طریقہ اختیار کریں۔

(۱) قتل کرنا

(۲) غلام بنانا یا

(۳) ان کو آزاد کر کے مسلمانوں کے لئے اہل ذمہ قرار دیں

ان کے نزدیک قاعدہ یہی ہے کہ جس شخص کو لڑائی کے دوران قتل نہیں کیا جاتا۔ لڑائی سے فراغت کے بعد ان کو قتل کرنا حرام ہے۔

امام شافعیؒ کے دو قول ہیں

(۱) ان کو قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ آیت عام ہے۔

”خَا قَتَلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“

مشرکوں کو جہاں پاؤ وہاں قتل کرو۔

(۲) دوسرا قول ہے کہ ان افسردہ کو قتل کرنا حرام ہے کیونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان قادیان، ینبغین ابی سفیان، عمرو بن العاص، اور شرحبیل ابن حسنہ سے اس وقت کہا جب انہیں شام کی طرف بھیج رہے تھے۔

بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو۔ اور ایسی قوموں کو پاؤ گے جو گمراہوں سے باہر نہیں نکلتے، تو انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں۔ اور جب قول راجح یہی ہے کہ معذوروں کو قتل نہیں کیا جائے گا، تو کیا ان کو عورتوں اور بچوں کی طرح گرفتار کیا جائے گا یا نہیں۔

حنبلہ فقہاء کے نزدیک ان کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کو قتل کرنا حرام ہے۔ اور ان کے لینے میں کوئی فائدہ نہیں شافعی فقہاء اور احناف کے نزدیک ان کو غلام و کنیز بنانا جائز ہے۔ کیونکہ مشوافع کے نزدیک ان کا قتل بھی جائز ہے۔

مالکی فقہاء معذور وغیرہ کو گرفتار کرنا جائز سمجھتے ہیں لیکن ان کے نزدیک راہبوں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ ان کی دلیل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے۔ جو انہوں نے شام میں اپنے خاندان سے کہا۔

”آپ کو ایسی قوم سے واسطہ پڑے گا جو یہ

گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کیا ہے

تو ان کو اپنے گمان کے ساتھ چھوڑ دو“

(یعنی انہیں قتل نہ کرو)

ہے۔ اور اس رائے کے علما کے درمیان بھی اختلاف موجود ہے ایک رائے یہ ہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ
 وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَفْقَهُوْكُمْ
 اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے
 لڑتے ہیں۔

یہ لوگ کھڑے ہیں کہ جو کافر لڑتے ہیں۔ ان کو قتل کرنا
 جائز ہے۔ اور جو کافر نہیں لڑتے (اور گرفتار ہو جاتے) ان کو قتل
 کرنا حرام ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت کا منسوخ حصہ ہے
 وَلَا تَقَاتِلُوا
 اور حد سے تجاوز نہ کرو۔

اور ان کے نزدیک حد سے تجاوز کرنے کی دو اقسام ہیں
 (۱) جو کافر نہیں لڑتے ان کو قتل کرنا حد سے تجاوز ہے
 (۲) مشرکوں کے ساتھ جنگ میں پہل کرنا حد سے تجاوز ہے۔
 اور یہ دوسرا حصہ آیۃ السیف سے منسوخ ہے۔
 اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ حکم ہے
 اور اس آیت کے معنی اس گروہ کے نزدیک یہ ہے۔

”کہ ان لوگوں کو قتل کرو جنہوں نے لڑائی کے لئے تیاری کی
 ہے۔ اور جو لوگ ایسے ہیں جو لڑائی میں شامل نہیں ہیں، جیسے
 راہب، بوڑھے، لڑے، لنگڑے۔ اندھے اور دلوانے تو ایسے
 لوگوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ حکم باقی ہے۔ منسوخ نہیں
 بعض علما کے نزدیک جن میں احناف بھی ہیں۔ ان کی یہ
 رائے ہے۔ اس آیت سیف“ (مشرکوں کو قتل کرنا) نے سورۃ محمد
 کی اس آیت کو منسوخ کیا ہے۔

فَاِمَّا مِّنْ بَعْدِ وَاِمَّا فِدَاءً
 یا تو احسان کے ساتھ انہیں رہا کرو یا فدیہ لے کر آزاد کرو
 اور سورۃ براءۃ کی آیت

فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
 مشرکوں کو قتل کر دو جہاں تم نے انہیں پایا۔

مدنی اور آخری آیت ہے۔ اس لئے ہر مشرک کو قتل کرنا

صرف عرب مشرکین اور مرتدوں کے لئے الگ احکام ہیں کہ نہ
 ان کو غلام بنایا جاسکتا ہے اور نہ ان کو اہل ذمہ قرار دیا
 جاسکتا ہے۔

جنگ کے بعد ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول
 ہے، نہ مال کے ذریعے فدیہ لینے، انہیں آزاد کیا جاسکتا ہے
 اور نہ قیدیوں کے تبادلے میں رہا کیا جاسکتا ہے۔

امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک قیدیوں کے
 تبادلے میں قیدی کو رہا کیا جاسکتا ہے۔

امام شافعی، احمد بن حنبل، داد الظاہری، الاوزاعی
 اور سفیان ثوری کے نزدیک مسلمان بادشاہ یا اس کے
 نائب کو یہ اختیار ہے کہ وہ مندرجہ ذیل چار کاموں میں سے
 اس ایک کو اختیار کرے جس میں مسلمانوں کے لئے زیادہ
 فائدہ ہو۔ وہ چار امور یہ ہیں۔

- (۱) قتل کرنا
- (۲) غلام و کنیز بنانا
- (۳) احسان کے طور پر آزاد کرنا
- (۴) اور فدیہ کے ذریعے رہا کرنا۔ اور ان پر جزیہ لگانا۔

کیا کافر جنگی قیدیوں کو قتل کیا جاسکتا ہے

گذشتہ سطور سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ علما اس
 پر متفق ہیں کہ قیدیوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ اور ان کے
 دلائل یہ ہیں۔

(۱) آیۃ السیف (تواری سے اسنے) کا عام حکم دفرائی آیت
 فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
 فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

جب عورت دالے چھینے گزر جائیں تو جہاں آپ
 نے مشرکوں کو پایا انہیں قتل کریں (یعنی ان
 مشرکوں کو قتل کر دو جو تم سے لڑتے ہیں)

اس آیت کے بارے میں علمائیں اختلاف ہے۔ کہ یہ
 آیت منسوخ ہے یا نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ

ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے۔

قیدی کا اسلام لانا

جب گرفتار شدہ کا فرعون تو یا بچوں میں سے کوئی اسلام قبول کرے، تو دار حرب کو اس کی واپس حرام ہے تا کہ وہ فتنہ سے محفوظ رہیں اور ایک مسلمان عورت کی شرافت پر کوئی دست درازی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ
فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ
إِلَى الْفِتَنِ إِلَّا هُنَّ حِلٌّ لَكُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ
لَهُنَّ ۚ

اے مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں، تو ان کا امتحان لو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے ایمان کی پوری خبر ہے۔ اگر آپ کو معلوم ہو، کہ وہ مؤمن عورتیں ہیں تو انہیں کا فرڈ کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں ان کا فر مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ مردان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ یہ ایسا حکم ہے جس میں خلاف قطعاً نہیں ہے۔

مسلمان مجاہد اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرتا ہے

جب کسی مسلمان مجاہد کو یہ خطرہ محسوس ہو کہ وہ کا فرڈ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اور بد بخت صرف اسی صورت میں ہے، کہ وہ اپنے آپ کو دشمن کا قیدی بنا دے۔ تو پھر اس صورت میں مرنے تک اپنی جان کا دفاع کرے، یا اپنے آپ کو دشمن کے پاس گرفتار ہونے کے لئے پیش کرے۔

اسلام میں عام قاعدہ یہی ہے، کہ اگر کسی سائنس دان یا محقق کو معلوم ہو کہ وہ قیدی بننے کی صورت میں اسے کا فرڈ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، تو اس کی تعلیم و تربیت کو ختم کر دینا جائز ہے یا اسے کوئی اور کام دینا جو اس کی تعلیم و تربیت کو ختم کر دے۔

واجب ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کی استثناء ہوتی ہے مثلاً عورتیں، بچے اور جن سے جہزیہ لیا جاتا ہے۔

اور علماء کی تحقیق یہی ہے، کہ یہ آیت **فَإِمَّا مَنًّا بَعْدَ ذِكْرٍ** حکم آیت ہے منسوخ نہیں، اور آیت **فَإِمَّا مَنًّا بَعْدَ ذِكْرٍ** کا حکم آیت ہے منسوخ نہیں، کہ یہ حکم ان کے بارے میں ہے، جو مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے جیسے النضر بن الحارث، اور عقبہ ابن ابی معیط، اور سورہ محمد کی آیت میں گرفتار کرنے، یا قیدی بن جانے سے پہلے قتل کرنے کا حکم ہے، اور سورہ کے آخر میں قیدیوں کا حکم ہے، کہ ان کو احسان کے طور پر رہا کیا جاسکتا ہے، یا فدیہ لے کر آزاد کیا جاسکتا ہے۔

قیدیوں پر احسان کرنا

قیدی کو آزاد کرنا کہ وہ اپنے وطن کی طرف بغیر فدیہ یا تادان دینے کے واپس جاسکتا ہے، جمہور علماء کے نزدیک قیدی پر احسان کرنا جائز ہے۔

امام ترمذی نے کہا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی اکثریت کی ہی رائے ہے، کہ مسلمانوں کے بادشاہ کو یہ اختیار ہے، کہ بعض قیدیوں کو احسان کے طور پر آزاد کر دے، جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شامہ بن اثال الحنفی کو احسان کے طور پر آزاد کیا تھا۔

قیدیوں سے فدیہ لینا یا

ان کو مسلمان قیدیوں کے بدلے میں دینا

اس کا مطلب یہ ہے کہ قیدیوں کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے یا قیدیوں کے عوض مال لینے پر رہا کرنا۔

قیدیوں کے تبادلے کا پہلا واقعہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے سرے کے بعد کا ہے، کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو قیدیوں کا فدیہ میں لینا منظور کر لیا، جو اس سرے میں غزوہ بدر سے پہلے قید ہو گئے تھے، احناف کے نزدیک یہ جائز نہیں، امام

مولوی
جبین خان
ملتان

متحدہ جمعیت (پاکستان) مسیحی کانفرنس

میرے عزیز بھائیو!

اسلام ہمارے دینی و دعوتی سے اس زمین پر قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان تقاریر اور ان خطبات سے یہ دین اس دنیا پر نافذ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک عرصہ تک مکہ میں دعوت کا کام کیا اور وہ دعوت استقلالی دعوت تھی۔ آپؐ نے دلائل بیان کئے اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دی۔ لیکن اس دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت کم اہل مکہ اسلام لائے۔ لیکن اس مکہ میں ایک اور موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو جہاد کی اجازت دی تو ایک مختصر گھڑی کے اندر اندر پورا مکہ اسلام لے آیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی ترویج اور اقامت دین کی ایک بہت بڑی سبیل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

برادر ارے عزیز!

جب دین کو اس زمین پر قائم کرنا ہی ہماری ذمہ داری ٹھہری ہے۔ تو پھر اس حقیقت کو باور کریں کہ اقامت دین عام انتخابات کے نتیجے میں ہرگز نہیں ہو گا۔ یہ مقدس فریضہ جس راہ سے ہم تلاش کر رہے ہیں اس راہ سے ہمیں کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس دین کو قائم کرنا تو جمہوری طرز انتخابات سے ممکن ہے نہ ہی ہمارے دینی و دعوتی سے ممکن ہے۔ دین کی اقامت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک ہی راستہ منتخب کیا ہے۔ اور وہ ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اگر جہاد کے علاوہ کوئی اور راستہ دین کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معوذہ مزین جلسہ

اسلام علیکم!

اس وقت مشکل یہ ہے کہ میں آپ کی اپنی زبان میں آپ کو کچھ نہیں سمجھا سکتا اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں جس زبان میں بات کر رہا ہوں وہ چونکہ آپ سمجھ نہیں رہے اس لئے آپ یقیناً اس وقت مشکل محسوس کر رہے ہوں گے جب میرے دوست محمد امجد خان نے اور ہمارے کی مقامی جماعت نے مجھے وحید بارخان آئے کی دعوت دی تو میں یہ سوچ کر آیا کہ میں اپنے بھائیوں کو جاکر سلام کہہ آؤں اور اسی مناسبت سے جہاد کے موضوع پر مختصر کلمات اُن کے گوش گزار کروں۔ بھائیو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی نعمتوں سے

نوازا ہے۔ لیکن جس کے دل میں ایمان کی رقع موجود ہے وہ یہ ضرور سمجھ گا اور سوچے گا کہ ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اسلام کی نعمت ہے اور دنیا میں پائی جانے والی نعمتوں میں سے اسلام کی نعمت سب سے بڑی ہے۔ اس بات کے پیش نظر جو بھی اسلام قبول کرنے والا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ یقیناً اُس کو آرزائش میں ڈالے گا۔ اور اس کا امتحان لے گا۔ لہذا ہر مسلمان اپنے تمام وسائل سے دین اسلام کے قیام کی کوشش کرے اور اللہ کا دین قائم کرنے کے لئے اپنی تمام کوشش صرف کرے۔

کہنا ہوگی۔ میری دعا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو قرآن و سنت کے نفاذ کے لئے جہاد جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادرانے عزیزی!

آج ہم نے جو کچھ دیکھا بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان فوجیوں اور فوجیوں میں "جہاد" کا جذبہ موجود ہے۔ بحمد اللہ اس جہاد کی حرکت یہاں موجود ہے۔ یہ تربیت انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں جہاد کا جذبہ پیدا کرے گی۔ جہاد نام ہے اطاعت و بندگی کا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاد کا ذکر فرمایا اصلاح عقیدہ، اصلاح نیت اور ان اہم امور کا ذکر فرمانے کے بعد اطاعت پر زور دیا۔ چنانچہ اس تربیت کے نتیجے میں آپ کے اندر اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اور اطاعت کے جذبہ سے آپ کے اندر ایک مثالی نظم قائم ہوگا۔ آپ نے جو مظاہرہ کیا وہ یقیناً جنگ کی حکمت عملی کے مطابق ہے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جنگ نام ہے جنگی چالوں اور تدبیروں کا جس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ دشمن کو کس طرح مارا جائے۔ اور دشمن کے حملے سے کس طرح بچا جائے۔

میں اس سلسلے میں جامعہ کے مشائخ اور علمائے شکرہ اور ائمہ تاجران اور خصوصاً اپنے بھائی محمد اصغرؒ کا جنہوں نے یہ کوشش کی اور جن کی کوششوں کے نتیجے میں جہاد کی برکت یہاں نظر آ رہی ہے۔ ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ اور آخر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان فوجیوں اور فوجیوں کو مستقبل کا غازی اور مجاہد بنائے اور ان کے اندر جذبہ جہاد پیدا فرمائے۔

آمین۔

قائم کرنے کا ہوتا تو پھر بتائیے اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ وَ قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ اُس وقت تک لگم ان سے جہاد کرتے رہو اور لڑائی کرتے رہو جب تک اس دنیا سے فتنہ اور شرک ختم نہیں ہو جاتا۔

گویا شرک اور فتنہ کا خاتمہ صرف جہاد پر موقوف ہے۔ اگر جہاد کے علاوہ کوئی اور سبیل ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس سبیل کا بھی ذکر فرماتا۔ لیکن یہاں صرف جہاد کا ذکر ہے۔

عسزیر بھائی!

افغان قوم کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں کہ افغان قوم دنیا کی ایک کمزور ترین قوم ہے۔ تعداد کے اعتبار سے بھی اور وسائل کے لحاظ سے بھی۔ لیکن اس کے باوجود اس کمزور ترین قوم نے دنیا کی ایک سب سے بڑی طاقت سے ٹکرائی اور پوری افغان قوم نہیں بلکہ کچھ لوگ جہاد کر رہے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے افغان قوم کو فتح دی اور دنیا کی زبردست طاقت ذلیل و خوار ہو گئی یہ سب اللہ کے ہمدرد سے پر عمل ہوا۔ لیکن اب میرے اس سوال کا جواب دیجیے کہ افغان قوم تو ایک کمزور ترین قوم تھی۔ افغانوں کے مقابلے میں آپ ایک طاقتور قوم ہیں۔ آپ کے پاس وسائل بھی ہیں۔ تعداد میں بھی آپ زیادہ ہیں اس لئے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہاں پر ایک ایسا قانون نافذ ہے جو کتاب اللہؑ اور سنت رسولؐ اللہ کے خلاف ہے اور آپ اسے برداشت کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ کے پاس طاقت ہے اور وسائل ہیں۔ میرے ان سوالوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

اگر آپ آج میرے ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ تو درمختصر آپ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیا جواب دیں گے کہ تم نے طاعون حکومت کو برداشت کیوں کیا؟ اگر آپ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو پھر آپ کو اس نظام کے بدلنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی بندش ہوئے قانون کو اس زمین پر نافذ کرنے کے لئے کوشش



مسلمانوں کی شان اُپنی ہوئی ۔

اس واقعہ سے پانچ سال بعد اگست اور ستمبر ۱۹۹۵ء میں بھارت نے پاکستان پر برات کی تاریکی میں حملہ کیا۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم میں بھی اس لڑائی کی نظیر نہیں ملتی۔ بھارت کے اس نبرد لانہ حملے کے مقابلے میں پاکستان کے مسلمان جو انگریزوں اور دلیوری سے سامنے آئے، اگرچہ پاکستان کی حکومت، بھارت کے مقابلے میں ایک چھوٹی حکومت ہے، لیکن مسلمانوں کی شجاعت مٹی کے سبب بھارت شکست سے دوچار ہوا۔ جدید ساز و سامان اور لاتعداد فوج کے باوجود بھارت کو قدم قدم پر نقصان اٹھانا پڑا اور بھارت کو اپنی سرزمین کا دفاع خطرے میں نظر آیا۔ بڑی طاقتیں جو پہلے پہل یہ خوشیاں مناتی تھیں کہ پاکستان بہت ہی جلد بھارت کا صوبہ بنے گا، اب انہیں خطرہ محسوس ہوا، کہ پاکستان بھارت کے وسیع علاقے پر قبضہ کر لے گا۔ ان طاقتوں نے جنگ بندی کے لئے سر توڑ کوششیں شروع کیں، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بھارت کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے، مگر د فریب کے سہارے بڑی طاقتیں جنگ بندی میں کامیاب ہو گئیں۔

پاکستان کو اس فتح مندی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا، لیکن دُنیا کی نظروں میں مسلمانوں کا وقار بلند ہو گیا، مسلمان سوچنے لگے کہ کس طرح وہ اپنی پُرانی شان و شوکت سے ہلکار ہوں ۔

دو سال بعد جون ۱۹۹۷ء میں اقوام عالم کی حیثیت پر

جماعت الدعوة الی القرآن والسنۃ افغانستان کے جیلے شیروں نے افغانستان کی ایک بڑی ولایت کنڑ کو فتح کر لیا ہے اور ان بہادر مجاہدوں نے دُنیا کی سرزمین پر ایک سرکش عالمی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی شکست سے دوچار کر دیا جس کی نظیر نہیں ملتی، کنڑ کا ولایت ایک زرین سر و شاہ داب سرزمین ہے، یہاں کیونٹوں کا ایک بہت بڑا مرکز تھا ۔ جماعت الدعوة کے مجاہدین نے کیونٹوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور وہ اپنا مرکز اور ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ سارے باغات چشمے آباد سرزمین تمام نعمتیں، اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کو نصیب فرمائیں ۔ مجاہدین جماعت الدعوة کی بے مثال شجاعت خوابوں کی تعبیر ہے، جو کئی سال میری نظروں کے سامنے رہی ۔

ساتھ کی ذاتی کے اوائل میں انڈونیشیا کے مسلمانوں نے ایک عالمی مشن کا اہتمام کیا اور انڈونیشیا کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ جزیرہ گینا کا آدھا مغربی حصہ، مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ جزیرہ انڈونیشیا کے بڑے جزیروں میں سے ہے ۔ استعماری طاقتوں نے بڑی بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کے اس حق کو ٹھکرا دیا، انڈونیشیا کے مسلمانوں نے، نہ اقوام متحدہ سے احتجاج کیا اور نہ سیکورٹی کونسل کو عارضی یا عام مینٹنگ کی درخواست کی اور انہوں نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استعمار کا مقابلہ کیا تھوڑے عرصے کے بعد مسلمانوں کو اپنا حق ملا، اور عالمی سطح پر

ہوگی۔ جو پہلے بخارا، سمرقند اور تاجکستان مسلمان حکومتوں کی تھی جسے روس نے آسمانی سے ہڑپ کر لیا تھا۔
افغانستان کے جیسے مسلمانوں نے جہاد شروع کیا، کئی مسلمان دانشوروں کا یہی نظریہ تھا۔

افغان مسلمانوں نے ایمان و اسلام کا راستہ اختیار کر کے دنیا والوں کو بتایا کہ ان کے سامنے عزت و کرامت کے سوا اور کوئی راستہ نہیں، افغانستان کی فتح یا شہادت۔

افغان مسلمانوں کے اس جذبہ جہاد نے عالم اسلام کو یوں سی کی دلدل سے نکال کر جہاد کے وسیع میدانوں میں لا کھڑا کیا، عربی اور عجمی مسلمان سب ہی افغانی کی لباس میں بلبوس ہو کر درس کے سلسلے سینہ سپر ہو گئے۔ حالات نے پلٹا کھایا کابل کے قلعوں، مساجد کے میناروں اور بہاؤوں کی چوٹیوں پر لڑائی پر جم اہلنے لگا اور سارے پہاڑ بشمول ہندوکش مسلمانوں کی تیغ و سر سے گونج اٹھے۔ یہ سب کا کیا بیان، مسلسل جہاد اور اعلا کلمۃ اللہ کے لئے جامعۃ الدعوت الی القرآن حلاستہ کے عظیم مجاہدین کی قربانیوں کی رہیں منت میں وہ عقیدہ توحید کے مؤثر اسلحہ سے یس تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمان افغانستان کی ایسی مدد کی جیسے بدر و جین میں کی تھی۔

کُمْ مِنْ خِصَّةٍ خَلِیْلَةٍ عَلَیْکَ
خِصَّةٌ کَثِیْرَةٌ کِبَادٌ لِلّٰہِ

بہت سی تھوڑی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب ہوئیں۔

کثر کی ولایت کی فتح مندی مسلمانوں کے دار الخلافہ اولیٰ مدینۃ الرسول کے مشابہ ہے، جیسے مدینہ منورہ سے توحید کا پرچم بلند ہو کر تمام اقوام عالم کو زیر نگین لایا اسی پنج پران شہر اللہ کثر کی ولایت سے توحید کی روشنی تمام افغانستان میں پھیل جائے گی اور وہاں سے بخارا، تاجکستان، سمرقند، ازبکستان اور دوسری ریاستوں میں بھی کچھ جاوے گی اور روس کے اندر اسلامی ریاستیں پھر اُڑا دی جائیں گی۔
افغانستان کے جہاد نے یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ

قوم نے یعنی ہود نے مسلمانوں کی تین عرب حکومتوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے تاریخی مقدس مقام قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر قبضہ کر لیا۔ یہ دلخراش واقعہ مسلمانان عالم کے لئے ایک سنگین واقعہ تھا۔

اس کے بعد دسمبر ۱۹۷۹ء میں بھارت نے ایک بار پھر پاکستان پر حملہ کیا۔ اور پاکستان کو عالمی طاقتوں کی سازش کے تحت ایک بہت بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد یہود اور مسلمانوں کے درمیان کئی لڑائیاں منظر عام پر آئیں۔ لیکن سب کا نتیجہ ایک مسلمانوں کی بربادی، شکست، ذلت اور رسوائی۔ تیس سال کے عرصے میں جو شعل پیدا ہوئی، ان کا بھی ایک نظریہ تھا کہ مسلمانوں کی قسمت میں شکست ہی شکست ہے، اس فوجران نسل کا یہ مشاہدہ تھا کہ ان کے حکمران، اُمراء اور رؤسائے دولت کا کام، صرف حقوق انسانی کی بربادی کا رونا دھونا تھا۔ باقی وہ کسی کاروائی پر قادر نہ تھے نہ سوچتے تھے۔

اس پرستم بلائے ستم یہ کہ عالم اسلام کی اطلاعات و نشریات نے دشمنان اسلام کے مفاد کے لئے ایسا پریگنڈ کیا، جس کا لب لباب یہی تھا کہ کافر ایک بہادر، نڈر اور جرات مند قوم ہے اور کافروں کے سامنے کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

مسلمانوں پر نا اُمیدی کے بادل چھا گئے اور کرامت و عزت کے لئے سعی و کوشش کا خیال دل سے نکال دیا۔

اس نا اُمیدی کی فضا میں روس نے افغانستان پر جارحانہ حملہ کیا اس حملے سے پیشتر میدان اس نے ذہنی طور پر تیار کیا تھا۔ روس کا یہ ارادہ تھا کہ افغانستان کی سر زمین و شاداب سر زمین اور معدنیات ہڑپ کر لے اور دنیا کے نقشے سے افغانستان کو نیست و نابود کر دے

مسلمانوں پر غم و ماتم کے بادل منڈلا گئے اور تمام کے تمام مایوسی کے عالم میں یہ سوچا کرتے تھے کہ اب روس کی سرحدیں پاکستان تک پہنچیں گی اور افغانستان کی وہ حیثیت



احمد شاہ (Vaid)
Shah (Vaid)
K. P. O.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا
وَمَا كنا لنجده لولا هدايته
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا
وَمَا كنا لنجده لولا هدايته

الشيخ نجم الدين النجاشي

امير جماعة الدعوة الى القرآن والسنة افغانستان

مجله توحيد و جهاد

مجله توحيد و جهاد

جلد : چهارم
شماره : ۵۶
مردسل : ۲۰-۴۱

سابع الشافى تا جمادى الاولى ۱۴۱۱ هـ - نومبر - دسمبر ۱۹۹۰ء

اس شاك مايت

درس قرآن

درس حديث

منقبط حكومت اور نظريه پاكستان

عكس افغانستان

اسلام ميں قيدىوں كے احكامات

متحدہ جمعيۃ المجريش (پاكستان) كافر نسروى جيل الركن كاتھ

بھاد افغانستان - عالم اسلام كينے كرس عبرت - شيخ صفى الرحمن باقوى

بيان وى لاله الا الله

مسلمانوں ميں گمراہ كن بدت

تنظيم طلبہ سلفيہ كاپيغام

دهوان دھوان - افغانستان سلطان صديقي

آپ كے خطوط نومبر - دسمبر ۱۹۹۰ء

الحاج احمد

عبدالرحمن بخاري ۰ سلطان صديقي
اسماء زهرا ۰ عبدالحق بخاري
سيد احمد الاحق بخاري

بجائے نمائندے

افغانستان - علي محمد شورش
اسلام آباد - عفيف احمد
پشاور - فخرى احمد
لاہور - حماد کو
کراچی - چوہدری نور احمد
کابل - عرفان مینگل

پاکستان ميں
۷۷ ٪ دوسرے
سالانہ ۸۰ ٪ دوسرے
المنہ ۱۶ ڈالر
سالانہ ۱۵۰ ڈالر
المنہ ۱۶ ڈالر
المنہ ۱۵۰ ڈالر
المنہ ۱۶ ڈالر
المنہ ۱۵۰ ڈالر

نذر تعاون

پوسٹ بکٹن
۶۱۲
پشاور
پاکستان

مجله توحيد و جهاد

بیت

وَيُثَبِّتُ أَفْئِدَةً مَّكْمُومَةً

(سورۃ محمد آیت ۷)

اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کو دو گے، وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے پیروں کو جلتے گا۔

دشمن کے ہاتھ جتنے ہی بلے ہوں، اس کے پاس کتنا ہی جدید جنگی ساز و سامان ہو، وہ تمہارے سامنے کبھی بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جب تک کہ آپ کلمہ توحید کے لئے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں آپ لڑتے رہیں گے۔ تاریخ اس کی شہد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآتٍ لَهُمْ الْجَنَّةِ طَيِّفَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ، وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْحِيدِ وَالْإِيمَانِ — وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ الَّتِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة آیت ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں اور مال خریدے ہیں کہ انہیں بدلے میں بہشت ملے گی، مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے تو وہ دوسروں کو قتل کریں گے اور خود بھی شہید ہوں گے اللہ تعالیٰ نے یہ حق وعدہ قرات، انجیل اور قرآن میں لکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے۔

تو تم اس بیع کے معاملہ سے بشارت حاصل کرو۔ جس کی تم نے بیعت کی ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

مسلمان نے تن و تنہا یہ سروسامانی کی حالت میں دنیا کی ایک تکبر طاقت کو جس نے انتہائی جدید اسلحہ کے ڈھیر لگا رکھے ہیں، ایسی ناکامی اور شکست سے دوچار کر دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی اور رسوائی اور ذلت کے ساتھ بھگلنے پر مجبور ہوتی ہے۔

یہ جہاد مسلمانانِ عالم کے لئے درسِ عبرت ہے، غزہ، غلبہ، فتح مندی، کامیابی سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے کامیابی سے پہلے کر کے دیتا ہے، اور جسے چاہے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا

(سورۃ المؤمن آیت ۵۱)

بے شک ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کرتے ہیں۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

(الروم آیت ۴۷)

اور ہمارے اوپر مسلمانوں کی مدد کرنا (ان کا) ایک حق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا :

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ
وَإِنْ يَخْذُكُمُ اللَّهُ فَخِذْ بِالَّذِي
يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِهِ

(آل عمران آیت ۱۶۰)

اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آئے گا۔ اور اگر وہ تمہیں بے مددگار چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا۔

مسلمانو! جہاد کی طرف پیش قدمی کرو اللہ تعالیٰ کی مدد سے یا دوسرے نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا
إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ

بیانِ وحی لایزالہ اللہ

از فضیلہ شیخ عبدالرزاق بن یحییٰ بن ابی بکر

کشتی و اٹوں کو بجات دی اور اسے تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی

نشانی قرار دیا۔ (سورۃ العنکبوت)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کے لئے دنیا میں جلدی سزا تھی اور ان کے لئے آخرت میں دوسری سزا بھی ہے اور وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لئے رہنہ ہے۔

ان کے بعد قوم عاد کی باری آئی ردہ بھی شرک میں مبتلا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا تو وہ قوم بھی قوم فوج علیہ السلام کی طرح عناد، کفر اور گمراہی میں آگے بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی سے ہلاک کر دیا۔ صرف ہود علیہ السلام، اور حقوڑے مومن لوگ بچ گئے۔

ان کے بعد صالح علیہ السلام کی قوم "ثمود" آئی تو وہ بھی پہلی دو آمتوں کی طرح سرکش بن گئی تو انہیں اللہ تعالیٰ نے زلزلے اور جبریلؑ کی تیز آواز سے تباہ کر دیا۔ صرف صالحؑ اور چند مومن بچے رہے۔

ان کے بعد اور آمتیں آئیں۔ ابراہیمؑ، یسوعؑ، اسماعیلؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اجمیع آئے۔ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف لوگوں کو بلایا، جیسا کہ انہیں حکم تھا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ

وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ

پہلی دس صدیوں میں شرک کا نام و نشان نہیں تھا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق زمانہ آدم علیہ السلام اور آپ کے بعد دس صدیوں تک لوگ توحید کا عقیدہ رکھتے تھے۔ سب توحید کے پرستار تھے۔

فوج علیہ السلام کی قوم نے سب سے پہلے شرک کو اپنایا اور انہوں نے دد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شریک کر دیا جس کی تفصیل سورۃ فوج میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فوج علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، اس نے قوم کو توحید کی دعوت دی اور ان کو عذاب خداوندی سے ڈرایا، وہ لوگ اپنی سرکشی اور گمراہی، کفر و شرک میں آگے بڑھے، اکثریت نے آپ کی مخالفت کی اور انتہائی کم لوگ ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کی پاداش میں ان کو طوفان سے ہلاک کر دیا۔ پانی پہاڑوں کے اوپر چڑھ گیا، جتنے کافر تھے اور جنہوں نے فوج علیہ السلام کی نافرمانی کی طوفان میں غرق ہو گئے۔ صرف وہ لوگ نذہ بچے جو کشتی میں فوج علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ

(سورۃ العنکبوت آیت ۱۵)

سو ہم نے فوج علیہ السلام اور

مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

مدینہ الرسول مسلمانوں کا پہلا دارالخلافہ بنا اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کا دین عالم میں پھیل گیا۔ بڑی تھکاوٹ اور قریش کی طرف سے تکالیف جھیلنے کے بعد مدینہ ہی جہاد کا مرکز بنا

یہ ساری تکالیف "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی خاطر برداشت کرنا پڑیں۔ پہلے رسولوں نے اسی کلمہ کی دعوت دی، آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کلمہ پر ایمان لائیں اور اس کے معنی کی تصدیق کریں اور ان تمام جھوٹے معبودوں کو پھوٹا دیں۔ ان کو برا سمجھیں، جسے یہ لوگ مانا کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی عبادت خالص کریں۔ مشرکوں نے اس کلمہ اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور وہ کہا کرتے تھے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے طریقے پر چلتے ہیں اور کہتے تھے۔

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ
أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم
مُقْتَدُونَ ۝

ہم نے اپنے آباء کو اس طریقے پر پایا
ہے اور ہم ان کے قدموں کی پیروی
کرتے ہیں۔

(سورۃ الزخرف آیت ۲۳)

وہ عرب جن کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا، وہ گذشتہ آمتوں کی طرح کفر و شرک، گمراہی جھٹلانے اور عداوت میں آگے بڑھے۔ مکہ میں تیرہ سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانے اور شرک کو خیر آباد کہنے کی دعوت دی۔ بہت ہی کم لوگ مسلمان ہوئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد بھی یہی حال رہا۔ مشرکوں نے جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ خندق مسلمانوں کے خلاف لڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑنے لگے دوسرے عرب کافروں نے

اور ہم نے ہر ایک اُمت میں رسول بھیجا
اور ان کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت
کریں اور طاغوت سے اجتناب کریں۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنِ اتَّقِ
إِلَهَ الْأَنْفَاءِ عِبُدُوا ذُو

(سورۃ الانبیاء الآیۃ ۲۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر
نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ
بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے
لاائق) نہیں۔ پس میری ہی عبادت کیا کرو۔
تمام رسولوں نے لوگوں کو اس کلمے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے
معنی سکھائے اور اس کی وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے
عبادت خالص کرنا واجب ہے۔ صرف وہی عبادت کا
مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ درخت، پتھر، بت
ستارے، جنات، انسان وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی
مخلوق ہیں اور عبادت کے حقدار نہیں ہیں۔ کیونکہ عبادت
کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

زغون نے جب سرکشی اختیار کی، اور موسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ عداوت کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے دریا کی طرف
ہانکا، اور دریائیں اپنے لئے لاؤشکر کے ساتھ ڈبو دیا یہ دنیا
کی سزا تھی اور اس کے بعد دوزخ کا عذاب اس کے لئے
مقرر ہے۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ
کی عبادت کی دعوت دی، آپ نے مومنوں کو جنت کی
بشارت دی اور کافروں کو دوزخ سے ڈرایا، اہل مکہ سے
بہت ہی کم لوگ مسلمان ہوئے۔ مکہ والوں نے آپ کو اور
آپ کے ساتھیوں کو ستایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور مسلمانوں
کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، آپ نے اور

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی ہے، جس کلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو بھیجا زمانۂ فوج علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک اسلام اس کلمہ کے بغیر نہیں رہا۔ اسلام قول و عمل اور عقیدہ کے ساتھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا نام ہے۔ مسلمان اپنی زبان سے یہ کلمہ کہتا ہے، دل اور اعمال کے ذریعہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر عبادت اسی کے لئے خاص کر دیتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے، توحید کے ساتھ ساتھ نبی علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی گواہی بھی ضروری ہے۔ جو اس کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے لئے مبعوث ہوئے۔ اسلام اس کے بغیر نہیں ہے۔

ہر زمانے کے رسول کی تصدیق کے بغیر اسلام نہیں ہوگا۔ علیہ السلام کے عہد میں اسی کی تصدیق صالح، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں ان کی تصدیق کے بغیر اسلام کا وجود نہیں انبیاء علیہم السلام کے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جو آخری نبی اور رسول ہیں۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی ایمان نہ لائے وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پر ایمان لانا اور اس کے معنی پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے، اس کلمہ کے معنی اللہ تعالیٰ کی توحید و ربوبیت اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت فاعل کرنا اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہیں، اور قرآن مجید نے اس کی وضاحت یوں کی:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تَوَلَّوْا دُجُوهَكُمْ
قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ
الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالرَّسُولِ (سورة البقرة آیت ۱۷۷)

یعنی صفحہ ۴۹

بھی قریش کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے نبی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی مدد کی، جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور اپنے دوستوں کو فتح عطا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں اپنے فیصلے کے مطابق مومنوں کو آزمائش میں ڈالا، کچھ مسلمان زخمی ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہوئے۔ اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔ پھر جنگ خندق کی باری آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج سے مسلمانوں کی عزت افزائی کی اور اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کی۔ کافروں پر اپنا عذاب نازل فرمایا اور وہ ناکام لوٹے۔ پھر اس کے بعد حبشہ کو صلح حدیبیہ کا دقت آیا اور دس سال کے لئے مسلمانوں اور قریش کے درمیان مصالحت ہو گئی۔ تاکہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر غور و خوض کریں۔ قریش نے بد بھداری کی اور معاہدے کو توڑ ڈالا۔ شہر کو رمضان کے چھینے میں اہل مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مکہ کو فتح کیا اور دنیا کے لوگ جو حق درجق اسلام میں داخل ہوئے۔

"الحمد لله"

اسلام ہی وہ مستقیم دین ہے جو اسلام والوں سے صبر و تحمل کا تقاضا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی مدد سے بتاؤ نہ کوئی اور منکرات سے منع ہونے کی یقین کرتا ہے، اسلام وہ دین ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور اس دین کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں۔ اور اس اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے، اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے سامنے قول و عمل اور عقیدہ کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا لازم قرار دیا ہے۔ اسلام کی بنیاد

مسئلہ الہی میں گمراہ کن بدعت

روحانی علاج اور شفا کی روشنی میں
فسطی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين وبه نستعين ولا حول ولا قوة الا بالله. الحمد لله حمده وَنُستعينه وَنُستهد به وَنُستعِظه وَنَعُوذ به من شرورِ انفسنا وَمن سيئات اعمالنا من يهده الله فهو المهتدي وَمن يضلله فلا هادي له كَأَشْهَد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وَأَشْهَد ان محمداً عبده وَرَسُوله بعثه الله تعالى بين يدي الساعة بشيراً وَنَذيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِآذَنِهِ وَسِرّاً جَانِئِماً
فَنَحْ بِه عَيْنَا عَمِيّاً وَادَانَا صَمّاً وَقُلُوبَنَا غُلْفَا قَامَهُ بِهِ الْمَلَّةُ الْعُجْبَاءُ بِان قَالُوا لا إِلَهَ الا الله صلوات
إِلَّا اللَّهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَامٌ تَسْلِيماً كَثِيراً

شک و شبہ نہیں کہ انسانی عقل بذاتِ خود اس عظیم امر کے فہم و ادراک سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتی، اس لئے خدا نے ہر تر و غالب نے چاہا کہ انبیاء اور رسول دنیا میں بھیجیں تاکہ وہ انسانوں کو اس ذاتِ احدیت کے ساتھ شناسا کر لیں یعنی اپنے رب کو پہچانیں اور یہ انبیاء اور رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کی طرف بلائیں۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے انبیاء کی دعوت کو قبول کیا۔ خوشخبری سنیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے انبیاء کی دعوت سے منہ موڑا اور انکار کیا۔ اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔

ان کی دعوت کی ابتداء اور رسالت کا خلاصہ حق سہما نہ و تعالے کی معرفت اور اس کی ذات و احد کے اسماء و صفات اور افعال و قوانین کے علم پر مبنی ہے۔ رسالت کے مطالب اور مفہام اسی معرفت اور شناسائی کی اساس پر مبنی ہوتے ہیں، کیونکہ خوف و امید، محبت و خلاص اور طاعت و بندگی سراسر محبوب و مطاع اور معبود کی معرفت و شناخت کے تابع ہوتی ہیں۔

اندرِ کریم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر لوگوں کو خطا کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قُلْ هَذِهِ سُبُلِي اَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ
اَنَا وَمَنْ أَتَّبَعْتَنِي

ابا بعد۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شرائط کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ زمین کے رہنے والے آسمان کی بارش اور سوزج کی روشنی ایسی روشنی کہ وہ رات کی کالی سیاہ چادر کو چاک کر کے اس کے دل سے روشن اور نورانی دن نمودار کرتی ہے کی بہ نسبت آپ کی رسالت کے زیادہ محبت اور ضرورت مند تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ زمین کے باشندوں کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صیے رسول کی رسالت اور پیغامِ آدری تمام ضرورتوں اور حاجتوں سے اعلیٰ و اعلیٰ شمار کی جاتی تھی۔

کیونکہ دون کی زندگی و خوشی اور سکون و آرام اور لطف و ناز و دنیوی نعمتوں اور لذتوں سے حاصل اور متصور نہیں ہوتی۔ مگر ہاں یہ سب کچھ اُس صورت میں ممکن ہے کہ انسان اپنے پروردگار و معبود و مطاع، فرزند اور خالق و پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کے ادا و نواہی اور قوانین کا علم اچھی طرح حاصل کرے اور اس کے ساتھ کامل محبت اور دلوٹنے والا دلی تعلق رکھے۔ اور اس سوائے اللہ کے قطع تعلق کرے اور وہ اسبابِ اَدْعُوئے سبیل جو کہ اس کے تقرب اور نزہت کا باعث ہیں ان کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشش اور جدوجہد کرے، اس میں کوئی

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل طور پر اپنے رسولوں پر نازل فرمایا اور اپنی نعمتوں کو دین کی تکمیل کے ساتھ ان پر تمام فرمایا۔

جس مقصد اور ہدف کی خاطر اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، اور اس کے لئے انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور متبرک کتب و صحائف نازل فرمائے اور اس کی خاطر قید اور عبادت کی سمت متعین فرمائی دین و ملت کی اساس و بنیاد کو جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حاکمیت سے عبارت ہے اُس ہدف کی خاطر کم کیا پس ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے یہ اعمال اور مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کو اس طرح مبہم، مشتبہ اور غیر واضح حالت میں چھوڑے گا۔ اور حق و باطل کے درمیان کوئی فرق و تمیز نہیں فرمائے گا۔ حق کو مع اس کی حقانیت کے بیان نہیں فرمائے گا۔ بلکہ اس کو باطل کی زبان سے بیان فرمائے گا تاکہ فبت یہاں تک آپہنچے کہ حق کو انسانی ذہن و فکر کے بندے ہوئے قوانین کے انبار میں تلاش کیا جائے

آیا نبیوں کا سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام کتابوں سے سچے کتاب قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے، بہترین اور کامل ترین طریقہ سے اس مقصد کے بیان کرنے وضاحت اور تفصیل و تشریح کرنے میں کافی نہیں ہیں ایسی حالت میں کہ تمام انسانی نفوس ہر حال میں خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی ہو۔ قرآن پاک و سنت رسول کے بعد محتاج ہیں، آخر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا پیغمبر کہ جس نے روزمرہ زندگی کے تمام آداب یہاں تک کہ بیت الخلا کے اندر جانے اور باہر آنے سے لے کر کھانے پینے اور جماع کرنے تک کے طور طریقے لوگوں کو بتائے ہوں۔ لیکن وہ ایک ایسا قانون اور دستور جس کی روشنی میں لوگ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی مشکلات ختم کر سکیں اپنے ساتھ تھیں لائے؟ اور انسانیت کو پیش نہیں فرمایا؟ آخر کیوں اور کس طرح؟ حالانکہ آپ نے ہر عام اعلان فرمایا ہے۔

تو کہتم علی البیضاء لیلھا کتھار لایذبح عنھا الاھلک
”اے امت مسلمہ! میں نے تم کو ایک زبردست نور اور

اور اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر (روشن چراغ) اور ہادی الی صراط مستقیم سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا کے عنوان سے متعارف فرمایا ہے۔

انسانوں پر یہ بات واضح اور ظاہر کہ ہے کہ توفیق اللہ تعالیٰ اور کامیابی و سعادت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، جو اس نور کی پیروی اور اتباع کریں جو کہ رسول کو کم پر نازل ہو چکا ہے، جو لوگ اپنے تنازعات و اختلافات میں اس دین پیغمبر کو قاضی اور حاکم کی حیثیت سے نہیں مانتے اور اس کے فیصلے اور جاری کردہ حکموں کے تابع نہیں ہوتے ہیں، وہ تو مومن اور مسلمان کی حیثیت سے نہیں پہچانے جاتے۔

جس ان کو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی حقانیت اور صداقت پر گواہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب و سنت سمیت جو کہ سراسر خیر و برکت اور ہدایت و فضیلت کا سرچشمہ ہے انسانیت کے تلافی کی رہبری اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہو، کس طرح ممکن ہے کہ اُس کے لئے ہوتے قرآن و سنت کے سوا کس دوسری چیز پر ہدایت اور رہنمائی اور صلاح و نجات موجود ہوگی؟ اور یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ قرآن و سنت کو اپنے حقیقی اور اصلی مدلول سے خارج کرنے میں اور ان کو نا آشنا اور وحشی لنتوں اور غلط اور فاسد تاویلات (جن کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہ ہو) پر عمل کرنے میں حقانیت، صداقت اور نیکی و ہدایت تلاش کی جائے اور ان کے معانی اور حقیقی مفاد پر ہم کو کفر و ضلالت سے تشبیہ دے کہ حق کہ کفر والحاد سمجھا جائے۔ کس قدر بڑا جرم اور عظیم ظلم ہے کہ مجاز کے نہ ماننے میں (جو کہ حق کے خلاف ہے) ہدایت و رہنمائی تلاش کی جائے اور روشن و واضح حقائق کو متروک العمل قرار دیا جائے اور امت مسلمہ معدودے چند اہل فوں کی آواز اور افکار کے پرچم و جوش اور متلاطم موجوں کے درمیان ہاتھ پاؤں مارتی رہے اور ان ہیبت ناک موجوں اور پراگندہ اور پریشان و منتشر افکار و افکار کے بھنور سے رہائی اور نجات حاصل کرنے کا کوئی راستہ اور سبیل سمجھ میں نہ آئے۔

اور کہ مشرق و غرب کی استعماری قوتوں کی طرف سے ذلت و حقارت اہانت و رسوائی کے مرکز و مورد قرار دیے گئے ہیں، تعجب نہیں کریں گے۔ کیونکہ مرفحہ ہی مسلمان ہیں جو استعماری قوتوں کے زمانہ بُرا اور آلہ کار بن گئے اور ان کے لئے فتنہ و کامیابی کے اسباب ہیا گئے ہیں یہاں تک کہ ان استعمار گروں نے مسلمانوں کی زمین آسمان اور فضا و خلا پر اپنا تسلط جما لیا ہے اور مسلمانوں کو جس طرح چاہتے ہیں استعمال کرتے ہیں، چنانچہ اس کے نمونے خون آلود فلسطین اور ابولہان افغانستان میں دیکھے جاتے ہیں۔

کل کی اس تمام بزرگی و عظمت، سیادت اور آقا قانی کی بجائے آج لوگوں کی زبانوں پر صرف داستان و افسانہ کی شکل میں اور مسلمانوں کے چہروں پر آنسوؤں کے پراگندہ اور منتشر قطرات کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

حقیقت میں اس تمام ذلت و رسوائی، غلامی و زبونی حالی کی اصلی وجہ اور بنیاد مسلمانوں کی اللہ کے قانون یعنی قرآن و حدیث سے سرتابی و تجاؤز، آپس میں حسد و کینہ، بُری اور دشمنی و عداوت اور مختلف گروہوں اور تہذیبوں میں ان کا بٹ جانا اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکڑا کر اور جھگڑنا ہے اور بس۔

حالانکہ ان کا دین ان کو اُلفت، دوستی، اخوت، بھائی چارہ مصالحت، آمیزش، باہمی رہائش اور اجتماعی حیات اور ایک دوسرے میں لاپ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

پانچوں وقت جماعت کے ساتھ نماز کے فرض ہونے اور جمعے اور دونوں عیدوں کی نماز کے لازم ہونے اور حج بیت اللہ کے فرض ہونے سے آیا مسلمانوں کے درمیان الفت و دوستی اور یگانگت کے سوا دوسری کوئی چیز مقصود ہے؟ یہ بدیہی امر ہے کہ اس کے سوا اور کوئی مقصود نہیں ہے۔

ہاں صدرِ راول کے مسلمانوں نے ان اجتماعات کی ضرورت اور اہمیت محسوس کی تھی اور ان کی قدر جانتے تھے انہوں نے ان کے فائدہ بخش نتائج اور بیش بہا اثرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اس لئے وہ ان اجتماعات کی بقا اور دوام کے سلسلے میں ہمیشہ جدوجہد بقیۃ حق خبر ۲۸

روشنی والی ایسی جگہ کے اندر لاکر چھوڑا جس کے شب و روز روشنی میں برابر ہیں ایک کور دل اور کج اندیش کے سوا کوئی انسان اس سے انکار نہیں کرتا۔

اور آپ نے علی الاعلان یہ نما فرمایا ہے

”ما بعث اللہ من نبی الا کان حقاً علیہ ان یدل اُمتہ علی خیر ما یعلمہ لہم و ینہاہم عن شر ما یعلمہ لہم“

”خداوندِ کرم نے ہر پیغمبر کو اس غرض کے لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنی امت اور پیروکاروں کو ہر اس بہترین چیز کی رہنمائی فرمائے، جس کی اس کو تعلیم دی گئی ہے اور ہر اس بُری چیز سے روکے جس کے متعلق اس کو کہا گیا ہے۔“

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں دنیا سے رحلت فرمائی کہ تمام لازمی اور ضروری چیزوں کو لوگوں کو لکھ جس کی انسانوں کو اپنی زندگی میں حاجت اور ضرورت پڑتی ہے بیان کیا نہ تھا۔

تک کہ ایک پرندہ جو اپنے دو پروں کی وساطت سے اوپر آسمانوں میں اڑتا ہے آپ نے اس کے بارے میں بھی ہمارے لئے معلومات فراہم کئے ہیں۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خطاب کرتے تھے اور مخلوق کی ابتدا اور کائنات اور مخلوق کی پیدائش کے بارے میں ذکر فرماتے تھے۔ موضوع کے تمام پہلوؤں پر ایسی کامل اور جامع بحث فرمائی کہ جنت کے مستحق لوگ جنت میں داخل ہو گئے، اور مستحقین دوزخ، دوزخ میں داخل ہو گئے۔

دمندرجہ بالا حدیث بخاری نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے پس وہ لوگ جو اسلام کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ تعلیمات سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی اسلامی بصیرت اور بینائی نے دین کے سلسلے میں دل و ضمیر کی گہرائی سے سرچشمہ حاصل کیا ہے مشرق و غرب کے مسلمانوں کی بد حال، بد بختی و مفلوک الحالی پر

اُمّتِ مسلمہ کے نام تنظیم طلبہ سلفیہ کتابچہ

تیساری سے میدان جنگ میں فتح و شکست سے لاپرواہ ہو کر
کود جادو اور تباہ کن جھجھوڑ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مسلمانوں
کا مددگار ہے۔ لیکن شہادتِ امتِ مسلمہ ایک کڑے امتحان سے
گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کر رہا ہے کہ
دیکھیں بھلا میرے دین کی خاطر کون میدانِ عمل میں آتا ہے اور
کون اپنی جانِ سنبھال کر رکھتا ہے، کون ظالم اور جابرِ مملکت
کے سامنے کلمہ حق کہتا ہے اور کون اس کے آگے ہتھیار
پھینک دیتا ہے۔ زمانے نے دیکھا اور تاریخ شاہد ہے کہ
جز کے دلوں میں شمعِ قید روشن ہو وہ نہ پتھروں کی بارش
سے گھبرایا کرتے ہیں اور نہ ہی دہکتی ہوئی آگ سے ان کے
حوصلے پھٹتے ہوتے ہیں ان کا اعتقاد تہمتی ہوئی ریت پر تتر بزل
ہوتا ہے اور نہ گلے میں رسی ڈال کر بازاروں میں گھیسٹے سے
ان کی شان کم ہوتی ہے بلکہ وہ خزاہنگی اور بے لگائی میں اس
حد تک آگے پہنچ جاتے ہیں کہ سب کشتیاں جلا کر تباہ اسی
ایک اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جس کا مومنوں سے وعدہ ہے
کہ تم غم نہ کرو تم شکست خوردہ نہ ہو تم ہی غالب رہو گے
بشرطیکہ تم مومن ہو۔

الحمد للہ ہم مسلمان ہیں ہماری تاریخ شہیدوں کے
خون سے سرخ ہے۔ مسلمانوں نے شہادتوں کی ایک ایسی داستان
رقم کی ہے کہ انسانی عقل آج بھی محو حیرت ہے کہ وہ کیسے لوگ
تھے جو اپنی سب سے عزیز چیز قربان کرنے میں ذرا بھی تاہل نہ
کرتے تھے بلکہ اس بات کو وہ اپنے لئے سعادت خیال کرتے

امتِ مسلمہ کا یہ فرض ہے کہ مسلمان جہاں جہاں بھی کفر و
شرک کے خلاف نبرد آزما ہیں ان کی ہر ممکن طریقے سے مدد کریں اور
یہ بات بالکل عیاں ہے کہ سرحدوں کی فصل کٹوانے سے بڑھ کر اور کیا
مدد ہو سکتی ہے۔ یوں بھی مسلمان کا دل دوسرے مسلمان کے ساتھ
دھڑکتا ہے تو جب ایک مسلمان اپنے خون سے باطل قوتوں کے
آگے بند باندھ دیتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان پیچھے کیوں ہٹے۔ تو پھر
ہم یہ کہیں گے کہ ذرا خون کو پیئیں دو کہ ہمیں یقین ہے کہ اسلامی انقلاب
کی ہر مہم اسی خون سے ہی آئیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر
معاہدوں اور مذاکروں اور سمجھوتوں کی آڑ میں دوسری قومیں
ملکاری اور عیاری سے مسلمانوں سے مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی
کے پہاڑ توڑتی رہیں لیکن ایک بات انہیں بھی ذہن میں رکھنی چاہیے
کہ مسلمان ایک زندہ قوم ہیں۔ اور شہادت کی دولت سے مالا مال
ہیں انشاء اللہ قربانیوں کی یہ لازوال داستان اس وقت تک
جاری رہے گی۔ جب تک دنیا میں ہر مظلوم کو اس کا حق نہیں مل
جاتا اور یہ خون اس وقت تک بہتا رہے گا۔ جب تک وہ صالح
انقلاب نہیں آجاتا جس سے انسان کو انسان کے ظلم سے نجات
مل جائے۔ انسان تو انسان ہے کسی جوان پر بھی ظلم نہ ہو۔

انشاء اللہ خونِ مسلمان سے وہ فتح و نصرت ضرور حاصل
ہوگی اور وہ صبح و روشن ضرور طلوع ہوگی اور فرمایا کہ تم قوی دشمن
سے گھبرایا نہ کرو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کتنی تھوڑی سی جماعت
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کا قویہ وعدہ ہے کہ تجھ پر بھروسہ کر کے اپنی تمام تر

تھے۔ آج ہماری کمزوری کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے
 جہاد سے منہ موڑ لیا ہے اور اسی لیے ہم ہر جگہ ذلیل و خوار
 ہو رہے ہیں۔ آج ہمیں اگر غلامی اور محکومگی کی زنجیروں سے جڑا
 ہوا ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جہاد جیسے
 افضل چیز کو ترک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں
 کو جگہ جگہ جہاد کی ترغیب دی ہے۔

”بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور
 اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے
 امیر و راہبیں اللہ تعالیٰ بخشے والا ہے۔“

اسی جذبہ سے سرشار افغان مجاہدین نے دنیا کی ایک سرچا
 کو ذلت آمیز شکست سے جہاد کر لیا اور روسی فوجیوں کو غازیوں
 اور شہیدوں کی اس بستی کو چھوڑنا پڑا۔ جب روسی فوج کا
 آخری کانڈر شکست اور رسوائی کا داغ لئے دریا سے آمو
 کے کنارے کھڑا رہا تھا۔ تو عین اس وقت ظلم و زیادتی
 کے بوجھ تلے دبی ہوئے قوموں کو آزادی کے سورج کی پہلی کرن
 دکھائی دے رہی تھی اور یہ بات بھی سچ ہے کہ اندھیرے میں
 روشنی کی پہلی کرن عام اندھیرے کو ختم کر دیتی ہے۔ اور ہوا
 بھی یوں کہ جہاں آذر با آجماں کے مجبور اور مظلوم انسانوں کو
 خود مدد ملا وہاں اہل کشمیر بھی افغان مجاہدین کی جلائی ہوئی
 شمع سے فیضیاب ہوئے اور یہ بات بھی بادلوں کے بغیر
 نیلے آسمان کی طرح صاف اور واضح ہے کہ آزادی کی یہ شمع
 جس دل میں روشن ہو جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کا
 راستہ نہیں روک سکتی۔ سمندروں کو بھی راستہ دینا پڑتا
 ہے۔ پہاڑ بھی اس جذبے کے آگے سر جھکا دیتے ہیں اور وہ
 مرد مجاہد راستے کے نشیب و فراز کی پرواہ کے بغیر روانہ وار
 اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اب آج کل مسلمانوں
 کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ غیر مسلموں کی مکاریوں سے
 ہوشیار رہیں۔ اس لئے کہ وہ سب کے سب مل کر مسلمانوں
 کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس سے یہ اچھا نہیں کہ ہم ان کی
 ہر ایک سازش کو ناکام بنا دیں اور کیوں نہیں؟ جب کہ

وہ آپ کو کسی جگہ قراہ نہیں لینے دیتے اور آپ انہیں جنگ
 لینے اپنے اختیارات بھی موقوف دیتے ہیں اگر ہم دیکھیں کہ روس افغانیوں
 کا دشمن ہے تو کیا یہ روس پاکستانیوں یا عرب ممالک کا دوست
 بن سکتا ہے نہیں کبھی بھی نہیں۔ اس لئے کہ مومنین تو سب کے
 سب ایک جگہ کی طرح ہوا کرتے ہیں اگر افغانیوں کو کوئی صدمہ پہنچا
 جا رہا ہے تو یہ کشمیریوں، پاکستانیوں، فلسطینیوں اور عربوں
 کو صدمہ پہنچانا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ روس کے پٹھو صدام حسین
 نے ساری امت مسلمہ کو رنج اور دکھ اور غم پہنچایا اور غم پہنچانا
 تو درکنار حرمین شریفین کی بے حرمتی کی نیت بھی کی ہے آپ اپنی
 کویتی بہنوں کی آوازیں سن رہے ہیں، اور ان کی جو بے عزتہ ہو
 رہی ہے وہ تو کوئی مسلمان برداشت ہی نہیں کر سکتا، اور نہ
 ہی یہ مسلمان کی شان ہے، آدم ہم سب مل کر اور اپنی بہنوں
 کی بے عزتی کا بدلہ لیتے ہوئے صدام خدا سے جہاد کی نیت سے
 قتال شروع کریں اور کویت کی پیٹھ جیسی ایسی حیثیت کو برقرار
 کریں۔ اور صدام کو دکھائیں کہ اگر تو اب رہے تو ہم رہے تو ہم ربا لعزت
 کی بیڑیاں ہیں۔

تنظیم طلبہ سیلفز کے نوجوان امت مسلمہ کی آزادی کے لئے کئی
 بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے آپ بھی یہ عزم کر رکھیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۹

جہاد کرتے تھے اور وہ اس بات کی بروقت پیش بندی کرتے تھے
 کہ ان کے درمیان کوئی شکاف، نا انصافی اور ناچاقی پیدا نہ ہو
 جائے اور سب نے مل کر اتحاد کی مضبوط رسی کو اپنے ہاتھوں سے
 مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

پس درحقیقت وہ اس کے قابل اور مستحق تھے کہ ان کی حکومت
 اور سلطنت کی قیادت درخت صغیر مستقیماً اپنی جڑیں مزید مضبوط
 کرے۔ اپنے عدل و انصاف اور دادگستری کے پال پر حکومتوں
 ملتوں اور قبائل و عشائر میں بچھادیں، یقیناً انہوں نے اس طرح
 کیا اور دنیا کو بتلایا کہ اسلام کس قسم کا دین ہے اور مسلمان کس
 قسم کا امتی ہے۔ اور اسلام میں حکومت کس چیز کی اساس
 اور بنیاد پر قائم ہے؟

سلطان صلیبی

دورانِ کابل افغانستان

کابل سے چار کلو میٹر دور مجاہدین نے اس پر کاروائی کی۔ کابل حکومت کے دستوں نے پٹمان، چاریکار اور میدان شہر میں بڑے پیمانے پر کاروائی کی ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تو پختاندار فضائیہ استعمال کیا، مجاہدین نے ایک درجن ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تباہ کیں اور کوٹ سرو کے علاقے میں ایک جیٹ بمبار مار گرایا۔ دوسری طرف مجاہدین نے کابل شہر میں فوجی تنصیبات پر حملہ کیا، ۲۴ ستمبر کو کابل انٹرپورٹ پرواز کے لئے بند رہا۔ افغان وزارت داخلہ کے دفاتر کے قریب بم کا ایک بڑا دھماکہ ہوا۔ کابل کوئل عالم اور گردہ بنہ سے ملانے والی شاہراہ پر لوگر کے علاقے میں بھڑپیں ہوئیں جہاں مجاہدین نے کئی مقامات پر روڈ کو بلاک کر دیا۔

وسطی افغانستان میں اور زنگان کا دارالحکومت ترین کوٹ ۱۰ ستمبر کو مجاہدین کے مشترکہ اور متحدہ کمان کے تحت کئے گئے حملے کے نتیجے میں مجاہدین کے قبضہ میں آیا، جہاں گورنر اور دوسرے اعلیٰ سول فوجی حکام نے خود کو مجاہدین کے حوالے کر دیا، جبکہ کونخو کے علاقوں تولک اور شہرک میں بھڑپیں ہوئیں ایک ٹینک چار فوجی گاڑیاں اور ایک چوک تباہ دو فوجی ہلاک اور تیس گرفتار کر لئے گئے۔

مغربی افغانستان کے صوبوں ہرات اور فزہ میں مجاہدین نے ۱۰ ستمبر کو ہرات شہر کے اندر فوجی تنصیبات پر گولہ باری کی، ایرانی سرحد پر واقعہ قصبہ اسلام قلعه کے محاذ جہد کے علاقے میں ہاروی نگر میں نقیب کی اور ہرات قورغندی روڈ پر سے گزرنے والے دستوں

ماہ ستمبر ۱۹۹۰ء کے دوران مجاہدین کے ذرائع کے مطابق ایس صوبوں سے بھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں، جن صوبوں سے اس مہینے کے دوران بھڑپوں کی اطلاعات نہیں ملی ان میں نیمروز، ہلمند، پکتیکا، کنر، نورستان، بدخشان، سرپل، یامیان، کاپیسا لغمان اور ارزگان شامل ہیں۔

ماسکو اور کابل ریڈیو کی اطلاعات کے مطابق ستمبر کے مہینے میں افغانستان کے تیس صوبوں میں کوئی جھڑپ نہیں ہوئی جن صوبوں میں جھڑپیں ہوئی ہیں ان میں ذابل، غزنی، پکتیا، ننکرہ، بادغیس، کابل، پروان اور لغمان شامل ہیں۔

مجاہدین کی ایک ماہ کی کاروائیوں کا جائزہ لینے کے لئے پہلے کابل اور اس کے اطراف میں واقع صوبوں پر ورن کاپیسا، لغمان، لوگر اور وردگ کا جائزہ لیتے ہیں، اس کے بعد وسطی، پھر مغربی، جنوبی، مشرقی اور شمالی صوبوں کا جائزہ لیں گے۔

پورے مہینے کے دوران کابل حکومت دستے کابل کے اطراف میں واقع شاہراہیں کھولنے پر زور دیتے رہے تاکہ کابل شہر کو شمال اور جنوب سے ملایا جاسکے۔ کابل کے شمال میں دادی پٹمان اور چاریکار کے علاقوں میں بھڑپیں ہوئیں مشہور شاہراہ سالانگ جو کابل کو مقبوضہ مسلمانوں کی ریاستوں اور دوس سے ملاتی ہے انہی علاقوں سے گزرتی ہے جبکہ جنوب میں کابل کو غزنی اور قندہار سے ملانے والی شاہراہ صوبہ وردگ سے ہو کر گزرتی ہے، جہاں



دُعا

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا
أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جو کام وہ کرتے رہے انکو بتائے گا۔ خدا کو وہ سب
(کام) یاد ہیں اور یہ انکو بھول گئے ہیں۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا
يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ
أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے
ہیں (اسی طرح) خدا کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ (ایسا کرنے سے)
کام لے نکلے ہیں۔ دیکھو یہ جھوٹے (اور برسرِ غلط) ہیں۔ (سورۃ المجادلہ)

دیہیو کابل کے مطابق سرکاری دستوں نے پل کامر کے علاقے نوآباد میں مجاہدین کے ایک کاروان پر حملہ کر کے مجاہدین کو زبردستی مای و جانی نقصان پہنچایا۔

شمالی افغانستان کے صوبوں بدخشان، تخار، کندز، بغلان، سمنگان، بلخ، جوزجان، سرپل، فاریاب اور بادغیس سے موصول اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبہ بادغیس کے دارالحکومت قلعہ نوکوچا صرے میں لیا جہاں ۱۹ ستمبر سے ۱۹ ستمبر تک مجاہدین اور محاصر شدہ سرکاری دستوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ روسی سرحد کے قریب واقع اس شہر کے باشندوں کی بڑی تعداد غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق ہلاک ہو گئی۔ کابل حکومت نے اس لڑائی کے دوران مجاہدین کے خلاف فضائی کارروائیوں سے مستعمل کیا شمالی افغانستان کے دیگر صوبوں بغلان، کندز، تخار، سمنگان، جوزجان، بلخ اور فاریاب سے بھی مجاہدین اور سرکاری دستوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں، ادویوں دکھائی دے رہا ہے، کہ مجاہدین حملے کر رہے ہیں، جب کہ کابل حکومت کے دستے دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں، جس میں کابل حکومت فضائیہ کا بے دریغ استعمال کر رہی ہے، مجاہدین کے مطابق افغان ہوابازوں کے مجاہدین سے آمنے آؤ مجاہدین کے حملے فضائی قوت کی تباہی سے کابل فضائیہ بہت کمزور ہو گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر بمبار طیارے روسی ہواباز بمبارا رہے ہیں۔ ساتھ ہی روسی علاقے سے روسی بمبار طیارے فضائی خلافت درزی کرتے ہوئے آکر مجاہدین کے خلاف بمباری کرتے رہے ہیں جو جینوا سمجھوتے کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق شمالی افغانستان میں تین سو سے زائد مجموعی طور پر پورے افغانستان میں ۲۲،۴۱۱ افغان فوجی دلیشتا سپاہی مجاہدین سے آملے۔

مجاہدین ذرائع کے مطابق ستمبر کے مہینے میں مجموعی طور پر ۹۶۸ کابل فوجی ہلاک ۴۴۴ فوجی ہونے جب کہ ۴۴۴ مجاہد شہید اور ۸۸ فوجی ہونے، جبکہ کابل دیہیو کا دعویٰ ہے کہ ۱۵۰ مجاہدین شہید ۵۳ فوجی ہونے اور مقابلے میں صرف ایک فوجی ہلاک ہوا۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق ماہ ستمبر میں کابل حکومت کی فضائیہ کے دس بمباروں کو انیسویں ستمبر طیارے اور جابر ہیلی کاپٹر مار گرائے گئے۔

۱۹ ستمبر کو شین ڈنڈ ائیر بیس پر حملہ کر کے تین حفاظتی چوکیں تباہ کی گئیں۔ ایک ہائی گاؤں میں ایک بھڑپ میں دو ٹینک تباہ کر دیے گئے۔

جوزی افغانستان کے صوبوں نیمروز، بلخ، قندہار، نابل اور غزنی مجاہدین نے قندہار گرشک روڈ پر ۱۲ ستمبر کو اور میوند میں ۱۲ ستمبر کو کاروائی کی جب کہ قندہار ائیر پورٹ پر حملے میں ایک طیارہ تباہ کر دیا گیا۔ نابل میں مجاہدین نے قلات غلزی شہر کا محاصرہ سخت کر دیا۔ ۶-۲۱-۱۳ ستمبر کو شہر بھر میں ہوتی ہیں میں تو پختانہ اور میزائلوں کا استعمال کیا گیا، غزنی میں مجاہدین نے یکم اور ۱۸ ستمبر کو شہر اور چھاؤنی پر حملے کئے۔ ایک ہیلی کاپٹر بھی مار گرایا۔ دیہیو کابل کی نشریات کے مطابق مجاہدین نے ۶ ستمبر کو شہر پر حملہ کیا اور واکٹ فائر کر کے کئی عمارتوں کو نقصان پہنچایا جب کہ سرکاری دستوں کی گولہ باری سے مجاہدین کو جانی و مالی نقصان پہنچا۔

مشرقی افغانستان کے صوبوں پکتیکا، پکتیا، ننگر ہار، کنر اور نورستان کے صوبوں میں مجاہدین نے صوبہ پکتیا میں یکم ۲-۱۳-۱۳ اور ۲۴ ستمبر کو گردیز اور خوست میں کابل حکومت کے دستوں کے خلاف حملے کئے، ان حملوں کی تصدیق دیہیو کابل نے بھی کی۔ ایسا معلوم ہوا ہے کہ پکتیا میں مجاہدین کی پیش قدمی روکنے کے لئے کابل حکومت کو گولہ باری کے ساتھ طیاروں سے بمباری پر بھی زور دے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ماہ ستمبر کے دوران صوبہ پکتیا میں چھ طیارے مار گرائے گئے جن میں دو خوست ائیر پورٹ کے رن دے پر تباہ کر دیے گئے۔

یاد رہے کہ ماہ ستمبر میں پورے افغانستان میں دس طیارے مار گرائے گئے۔ جن میں سے چھ صرف پکتیا میں گرائے گئے۔ صوبہ ننگر ہار کے دارالحکومت جلال آباد پر مجاہدین نے ۱۲ ستمبر کو راکٹوں سے ایک بھڑپ کر دی۔ سرخ دود کے علاقے سے کئے جانے والے اس حملے میں ایک حفاظتی چوکی دو ٹینک اور ایک فوجی ٹرک تباہ کر دیا گیا۔ جوابی گولہ باری سے ایک کمانڈر سمیت سات مجاہد شہید ہوئے۔

☆

محترم قارئین حضرات

جریدہ دعوت کا مدیر اعلیٰ مقرر ہونے سے پہلے میں ملکی اخبارات میں ابن طور کے نام سے لکھا کرتا تھا۔ اس دوران (۱۶ اگست) روز نامہ جنگ لاہور جناب رفیق افغان صاحب کا ایک تجزیاتی مضمون ”افغانستان کامیابی کے قریب ہے“۔ نظروں سے گذرا مضمون انتہائی خوبصورت تھا لیکن ان کے درج ذیل فقرہ میں غلط تجزیہ سے مجھے بے حد دکھ ہوا۔ موصوف نے لکھا تھا۔

”چونکہ فارمولا پر عمل کرنا بیرونی طاقتوں کے مفاد میں نہیں اس لئے ان کے ایما پر بعض چھوٹے گروہ اور عبوری حکومت کے بعض اعلیٰ عہدیدار اس کی مخالفت کر رہے ہیں صوبہ کنہار میں ہونے والے انتخابات کے نتائج کو جن میں حزب اسلامی افغانستان کی قابل ذکر کامیابی کو ایک مقامی گروہ کی جانب (جو مولوی جمیل الرحمان کی قیادت میں کام کرتا ہے) قبول نہ کرنا اس رویہ کا غماز ہے۔“

چونکہ ان کے مضمون اور دیئے گئے فارمولا سے مجھے اختلاف نہ تھا اس لئے میں نے صرف ان کے غلط حوالہ کو ہی اپنے مضمون ”افغانستان۔ اصل حقائق ۹ ستمبر ۹۰ روز نامہ جنگ پنڈی) کا موضوع بنایا جو اگلے صفحہ پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔۔۔۔

میرے اس جواب میں میرے فاضل دوست جناب رفیق افغان صاحب نے ایک مزید طویل مضمون لپیٹوان ”گفتار خام پیش عزیزاں سند نہیں“ (۱۸ ستمبر روز نامہ جنگ پنڈی) تحریر فرمایا جو آپ میرے دیئے گئے مضمون کے بعد انہی صفحات میں پڑھیں گے۔۔۔ جس کا جواب دینا مجھ پر قرض تھا چنانچہ میں نے (۲۶ ستمبر ۹۰ روز نامہ جنگ پنڈی) احسان کٹری موڈی مرض ہے کے عنوان اپنا مضمون جنگ پنڈی کے ایڈیٹر کو ارسال کر دیا لیکن ہنوز میرا مضمون شائع نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے روز نامہ جنگ کے اکابرین اپنے مخصوص قلم کار کے مقابلہ میں میرا جوابی مضمون شائع کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوں اس لئے مطلوبہ مضمون آپ اب جناب رفیق افغان صاحب کے جواب میں انہی اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے گا تاکہ اصل حقائق جاننے میں ابہام باقی نہ رہے اس جواب در جواب کو غلط معنی ہرگز نہ پہنائیے گا۔ جناب رفیق افغان صاحب میرے قابل احترام صحافی دوست ہیں البتہ اختلاف رائے ہم دونوں کا یکساں حق ہے۔

اسحاق طور۔

افغانستان..... اصل حقائق

ابن طور

روزنامہ جنگ لاہور میں مورخہ ۱۶ اگست میں ایک خوبصورت تجزیاتی مضمون ”افغانستان کامیابی کے قریب ہے“ نظروں سے گزرا۔ مضمون نگار پین رفیق افغان صاحب، جو اس سے پیشتر بھی افغانستان سے متعلق فکر انگیز نگارشات سپرد قلم کر چکے ہیں۔ بے شک سوچ کے مثبت دھارے ان کے سبک سبک چلتے ہیں۔ ان کی یہ کاوش بھی لاجواب ہے لیکن اس دفعہ غالباً میرے فاضل دوست مخصوص پارٹی سے قلبی وابستگی کے باعث صحافتی توازن برقرار نہیں رکھ سکے۔ وہ خود مجھ سے بہتر جانتے اور سمجھتے ہیں کہ انسانی کمزوریاں کسی نہ کسی جذباتی موڑ پر صحافت کو بھی چرکے لگانے سے باز نہیں آتیں، خصوصاً اس پر اشوب دور میں غیر جانبدار رہنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے تاہم حقائق سے آنکھیں چرانا یا غلط معنی پہنانا کسی طور بھی زیب نہیں دیتا

جناب رفیق افغان صاحب نے مضمون کو چار خانوں میں تقسیم کیا ہے، چوتھے خانے یا چوتھے سوال کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

چونکہ اس فارمولا پر عمل کرنا بیرونی طاقتوں کے مفاد میں نہیں اس لئے ان کے ایماء پر بعض چھوٹے گروہ اور عبوری حکومت کے ”عصا اعلیٰ“ عہدیدار اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ صوبہ کنہار میں ہونے والے انتخابات کے نتائج کو جن میں حزب اسلامی افغانستان کی قابل ذکر کامیابی کو ایک مقامی گروہ کی جانب (”جو مولوی جمیل الرحمان کی قیادت میں کام کرتا ہے“) قبول نہ کرنا اس قسم کے رویہ کا غماز ہے۔

معلوم کچھ یوں ہوتا ہے کہ میرے دوست زور قلم میں سو اُلکھتے چلے گئے ہیں یا پھر کچھ ایسے حقائق بھی ہیں، جو ان سے ہنوز مخفی ہیں، تیسری اور آخری وجہ قلبی لگاؤ کا کرشمہ ہے۔ اگر موصوف اسے اتنا کا مسئلہ نہ بنادیں تو ان کی خدمت میں چند گزارشات پیش کروں گا جس سے قارئین بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

۱۔ بیرونی طاقتوں کے مفاد کو ملحوظ رکھنے والے چھوٹے گروہ۔

۲۔ مقامی گروہ (مولوی جمیل الرحمان صاحب)۔

۳۔ حزب اسلامی کی قابل ذکر کامیابی

پڑھنے سننے سے زیادہ معتبر شواہد تو ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے معاشرے اور ممالک میں موجود ہیں یہ تو ایک تلخ حقیقت ہے ہمیں یہ بھی باور کرنا ہو گا کہ ایسی ہی حقیقت امریکہ بھی ہے جس نے ہمارا افغانستان میں سب سے زیادہ امداد بہم پہنچائی۔ اس کا دوسرا واضح ثبوت یوں بھی ملتا ہے کہ جب امریکہ ہمارے ہاتھ کھینچ لئے تو جمادی بنفیس ست پڑ گئیں اب دیکھنا یہ ہے کہ

امریکہ نے امداد کے دی اور وہ ان سے اپنے مفاد میں کیا چاہتا ہے۔

کیا میرے دوست یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ امداد پاکستان کی وساطت سے پاکستان میں رجسٹرڈ مجاہدین تنظیموں اور ان سے وابستہ مہاجرین کو عنایت کی گئی۔ ان میں عبوری حکومت اور حزب اسلامی سب سے زیادہ حق دار رہی ہیں اور اب بھی کچھ کمی کے ساتھ سلسلہ جاری ہے۔ آپ جس چھوٹے گروہ پر طعنہ زن ہیں، وہ ہی ایک ایسا غیور مسلم گروہ ہے، جس نے غیر مسلم امدادی ایجنسیوں کی خیرات پر لات مارتے ہوئے بناگنگ دہل کما کہ ہم نے جہاد خدا کے بھروسہ پر شروع کیا ہے وہی ہمیں مدد اور توفیق دے گا ہمیں کسی کافر کی امداد کی ضرورت نہیں۔

اسی معصم عزم کا صلہ ہے کہ وہ نہ تو رجسٹرڈ ہوا، نہ امداد سمیٹی، بلکہ عالم اسلام کے مخیر حضرات نے اسے اس قدر نوازا کہ وہ نقد رقم سے اسلحہ و خوراک خرید کر جہاد افغانستان کی مانگ میں شجاعتوں کے پھول سیاتا رہا۔ چھوٹا گروہ کہہ کر آپ کی تسکین تو ممکن ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ اس کا درست نام ”جماعت الدعوة الی القرآن والست“ ہے جس کے مجاہدین سترہ سے زائد افغانی صوبوں میں برسریکار ہیں۔ تقریباً چھ صد مدارس، ساٹھ ہزار طلباء کو درس جہاد دے رہے ہیں، کیا چھوٹے گروہ ایسے عظیم کام سرانجام دے سکتے ہیں مہاجرین، مجاہدین کو اسلحہ و خوراک میا کرنا کیا بچوں کا کھیل ہے، سب سے اہم نکتہ یہ کہ آپ کو اگر فرصت ملے تو صوبہ کنہار تشریف لے جائیے گا، آپ کو صوبائی دارالخلافہ اسعد آباد میں صوبائی حکومت کے قاتدین ملیں گے۔ امیر والی، سب آپ کا استقبال کریں گے۔ ان کے ساتھ ذرا صوبہ کی سیر کیجئے گا، شہر میں بازار پر رونق ہوٹل کھلے اور دوکاندار مطمئن و مصروف ملیں تو ان سے پوچھئے گا یہاں کس کی حکومت ہے، آگ و آہن کی برسات میں نہائے ہوئے افغانستان کے اس صوبہ میں امن و سکون کہاں سے ٹپک پڑا ہے۔ شہر سے فرصت ملے تو اکیلے ہی کھلے میدانوں میں نکل جائیے گا، سرسبز و شاداب کھیت فصلیں باغات کہاں سے آگ آئے ہیں، عدلیہ انتظامیہ شب روز صوبائی کینوں کو کیا پیش کر رہی ہے۔ میرا یہ مطلب بھی قطعاً نہیں ہے کہ جماعت الدعوة کے علاوہ وہاں کوئی دوسرا موثر نہیں ہے۔ حزب اسلامی وہاں کی دوسری بڑی جماعت ہے، جس کے کردار کو فراموش کرنا ممکن نہیں۔ بات بیرونی طاقتوں کے مفادات کے تحفظ کی ہو رہی تھی جماعت الدعوة رزق حلال سے عبارت ہے اور جہاد میں ہمہ تن مصروف ہے، آزاد کشمیر کے کنٹرول میں ہے اور وہ عوام کی فلاح بہبود کیلئے کوشاں ہے۔

۲۔ مقامی گروہ کا طعنہ بھی کیا خوب ہے مختصر گو سطور بالا میں بھی عرض کر چکا ہوں لیکن جب افغانستان بھر میں انتخابات کا ڈول ڈالا جائے گا تو میرے مضمون نگار دوست کے علاوہ دوسری نام نہاد بڑی جماعتوں کی آنکھیں بھی کھل جائیں گی۔ اپنی بڑائی اور تعصب کو ہوا دینے سے دلوں میں جی خوبصورت مجلس شخصیتیں تحلیل نہیں ہوا کرتیں مولوی جمیل الرحمان ایک ایسی حقیقت ہے جسے افغانستان کے مجلس مسلمان تو کیا عالم اسلام کے حق پرست بھی بھول نہیں سکتے۔ عبوری حکومت یا دوسرے احزاب پاکستان میں رجسٹرڈ ہو ناقابل فخر گردانتے ہیں تو انہیں مبارک ہو، جماعت الدعوة خدائے برتر کے دربار میں رجسٹرڈ اور یقیناً یہ اعزاز اس کے لئے فخر جہانی و آخرت ہے۔

۳۔ حزب اسلامی کی قابل ذکر کامیابی سے اگر رفیق افغان صاحب کی مراد دوسرے نمبر کی اکثریتی جماعت سے ہے تو بے

ٹک یہ سچ ہے اور اگر وہ اسے جماعت الدعویٰ پر فوقیت عطا فرما رہے ہیں، جیسا کہ جریدہ مجاہد میں من پسند گراف سے اجاگر کیا گیا ہے تو پھر میں عرض کروں گا کہ موصوف ذرا ہمیں بھی تو بتائیں کہ یہ نتائج انہیں کہاں سے دستیاب ہوئے ہیں۔

قارئین! آپ کی دلچسپی کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ انتخابات سے پہلے عبوری حکومت سے منسلک مجاہدین کی تنظیموں، حزب اسلامی اور جماعت الدعویٰ نے چند حلف نامے اور تحریری معاہدات پہ اپنے دستخط ثبت کئے تھے کچھ رموز خود تک محفوظ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا، جن کا افشاء بد دینا جتنی تصور ہو گا، تاہم اس موضوع کو یہاں چھیڑنا مناسب نہ ہو گا، البتہ جو الیکشن کمیشن قائم ہوا تھا اس کا حوالہ دیتا موصوف نے مناسب نہیں سمجھا غالباً اس لئے کہ انہیں درست نتائج سے خوف محسوس دیتا ہو گا۔

حقیقت یہی ہے کہ درست فیصلہ کن نتائج میں جماعت الدعویٰ الی القرآن والستہ کو واضح برتری حاصل ہوئی، جس کے امیر جناب الشیخ جمیل الرحمان صاحب ہیں، صرف دو انتخابی حلقوں میں شکایات موصول ہوئیں، ایک حلقہ کا نیتواؤ جسے حزب اسلامی نے متنازع قرار دیا اور دوسرا حلقہ پارون جہاں جماعت الدعویٰ کی اکثریت تھی۔ لیکن یہ تو کوئی ایسی انسانی بات نہ تھی افہام و تفہیم سے بھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔ علاوہ ازیں دوبارہ الیکشن بھی ممکن تھے، لیکن اسے جواز بنا کر تمام الیکشن کو ہی سیواؤ کرنے کی کوشش کی گئی۔ چونکہ اکابرین جماعت چاہتے تھے کہ اگر یہ حلقے بھی ان کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں تب بھی جماعت الدعویٰ ہی کو برتری حاصل ہے۔ باخبر قارئین یہ بھی جانتے ہوں گے کہ الیکشن کے نتائج کے بعد قائد حزب اسلامی کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ ہم تو یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ افغانستان میں الیکشن ممکن ہیں، یہی وہ دور ہے کہ جب مختلف اطراف سے غوغا تھا کہ ان حالات میں انتخابات نہیں ہو سکتے، صرف عبوری حکومت پہ اکتفا کیا جانا چاہئے۔ تو گویا محض تجربہ کرنا چاہتی تھی۔ ایک وقت وہ آیا کہ اسعد آباد کی جامع مسجد دہلی میں منتخب اراکین شوروی کا اجتماع ہوا اور اکثریت سے مولوی جمیل الرحمان صاحب کو امارت اسلامی صوبہ کنڑ کا امیر منتخب کر لیا گیا۔ میں نے جو کچھ مختصر عرض کیا اگر موصوف کی تسلی نہیں ہوئی تو پھر مجھے کچھ دستاویزات منظر عام پر لانی ہوں گی جس کی تمام ذمہ داری ان پر ہوگی

قارئین! میں کوئی معروف صحافی نہیں ہوں اور نہ ہی قلمکار ہوں، البتہ جہاد افغانستان اور افغانستان کو اپنا ہی مسئلہ سمجھتا ہوں، اس لئے باخبر رہنا بھی میری مجبوری ہے۔ جناب رفیق افغان صاحب میرے غائبانہ مرشد کے ساتھی اور عزیز ہیں، اس لئے مجھے بھی عزیز ہیں، ان کے مضامین جہاد افغانستان کا قیمتی اثاثہ ہیں ہم ان سے روشنی لیتے ہیں۔ ان کی شخصیت اور صحافت مسئلہ ہے، جس کا احترام میں خود پر لازم گردانتا ہوں۔ آپ اس غلط فہمی کا شکار بھی نہ ہوں کہ حزب اسلامی سے مجھے الفت نہیں، خدا شاہد ہے کہ قائد حزب اسلامی جناب حکمت یار صاحب مجھے مولوی صاحب سے کسی طور بھی کم نہیں، وہ اور ان کی جماعت کے کردار کو اگر جہاد افغانستان سے منقطع کر دیا جائے تو پھر کچھ باقی نہیں رہتا، مولوی صاحب اور جناب حکمت یار صاحب ایک ہی اسلامی سکے کے دو رخ ہیں، ان دونوں کا وجود عالم اسلام کیلئے باعث عزت و احترام ہے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ یہ دونوں باہم مل کر جہاد افغانستان کو منطقی نتیجہ سے ہمکنار کریں، کسی بھی مخلص صحافی کیلئے یہ امر باعث فخر نہیں کہ وہ زور قلم یا اپنی چاہت میں ان دو اکابرین کو ایک دوسرے سے دور کرنے کی کوشش کرے، ان دونوں کی کامیابی ہم سب کی کامیابی ہے، ان کا اتحاد جہاد افغانستان کا تقاضا ہے، ہمیں لکھتے ہوئے یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ اغیار نے مجاہدین کو پارہ پارہ کرنے کیلئے نہ جانے کتنے دام پھیلا رکھے ہیں۔

گفتار خام پیش عزیزاں سند نہیں رفیق افغان

بعض احباب اس بات پر معترض ہیں کہ ہم اپنے مضامین میں افغان مجاہدین کی مختلف تنظیموں کے بارے میں رائے کے اظہار میں غیر جانبداری سے کام نہیں لیتے اور ایک مخصوص تنظیم کی حمایت اور اس کے امیر کی شخصیت کو نمایاں کر کے دیگر افغان رہنماؤں سے پوری طرح انصاف نہیں برتتے۔ ایسے ہی ایک نامعلوم معترض دوست نے ابن طور کا گھونگھٹ کاڑھ کر روزنامہ جنگ راولپنڈی کی ۹ ستمبر کی اشاعت میں ”افغانستان..... اصل حقائق“ کے عنوان سے ایک مضمون نوشتہ کیا ہے جس میں ۲۸ اگست کو جنگ لاہور میں شائع ہونے والے ہمارے ایک مضمون افغانستان..... کامیابی قریب ہے“ پر تنقید کرتے ہوئے مذکورہ بالا الزام سمیت بعض دیگر نکات اٹھائے ہیں بادی النظر میں ان نکات اور الزامات مذکورہ موضوع اور نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں بنتا اور وہ محض ایک ضمنی تذکرے کا جواز بنا کر اٹھائے گئے ہیں لیکن چونکہ براہ راست مخاطب کے طور پر فاضل مضمون نگار نے اپنی توہوں کا رخ اس جانب رکھا ہے لہذا اٹھائے گئے نکات سے متعلق کچھ معروضات کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔

ہماری جانب سے حزب اسلامی اور انجینئر گل بدین حکمت یار کے ”زائد از ضرورت“ تذکرہ کی شکایت رکھنے والے اصحاب تین مختلف گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ گروہ اول میں وہ دوست اور محکمین شامل ہیں جو جمہور افغانستان سے محبت تو رکھتے ہیں اور اس کی کامیابی کے لئے دعا گو بھی ہیں لیکن اس جماد کی تاریخ، پس منظر، اس کے بیج و خم سے پوری آگہی نہیں رکھتے یہ اس ہمدہ وہ اس نکتہ کی اہمیت سے بھی پوری طرح باخبر نہیں کہ افغان تحریک اسلامی کے بانیان ۱۲ ابتدائی اراکین میں سے زندہ بچ جانے والے فرد واحد حکمت یار اور ۶۸ء میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی تنظیم ”نوجوانان مسلمان“ کی پیش رو حزب اسلامی افغانستان کا اس جماد سازی میں کیا اور کتنا تعلق ہے اور موجودہ صورتحال میں ان کی توانا تنظیم کیا معنی رکھتی ہے اور اس بات سے بھی پوری طرح واقف نہیں کہ موجودہ مجاہدین تنظیموں میں سے کئی ایک کی مادر تنظیم ہونے کی حیثیت سے حزب اسلامی افغانستان افغان جماد کے لئے کس طرح ریڑھ کی ہڈی بنی رہی ہے اور یہ کہ زیر نظر بعض حقائق اسے کیسے دوسروں سے ممتاز درجہ دیتے ہیں۔ ایسے حقائق جو تاریخ کا حصہ ہیں اور جنہیں بدلنے پر کسی کا اختیار نہیں..... مثلاً:-

۱۔ حزب اسلامی افغانستان..... افغانستان کی تحریک اسلامی اور موجودہ جماد کی بانی تنظیم کا دوسرا نام ہے۔

۲۔ یہ تنظیم اپنے نظریات پر اٹل اور کسی طاقت کے دباؤ پر اپنے موقف میں لچک پیدا کرنے پر آمادہ نہیں۔

بچھلے بیس ماہ کے تجربات اس کے شاہد ہیں۔

۳۔ یہ واحد تنظیم ہے جو اقتدار میں افغان عوام کی رائے کو واجب الاحترام مانتی ہے اور اسلامی جمہوریت کے

قائے پورے کرتے ہوئے انہیں یہ حق دینے پر مصر ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کا انتخاب خود کریں۔

۴۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ کابل پر قابض کمیونسٹ انتظامیہ تاحال اور روسی افواج (جب تک کہ وہ موجود

تھیں) اسی تنظیم کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتی اور اس کا بڑا اہتمام کرتی رہی ہیں۔

۵۔ مجاہدین اور مہاجرین میں گہرے اثر نفوذ، اپنے نظم و ضبط، ملک گیر اثرات اور افغان افواج سمیت کابل انتظامیہ میں اہم رابطے رکھنے کی بدولت اس تنظیم کی عسکری کاروائیاں دوسروں کے مقابلے میں دشمن کو زیادہ ہزیمت آشنا کرنے کا سبب بنی ہیں۔

مترجمین کی دوسری قسم میں ایسے اصحاب آتے ہیں جنہیں مستقل غیر جانبداری کے بیضے نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ وہ صحیح یا غلط سے زیادہ اس بات کو اہمیت دیتے ہیں کہ بیان کردہ حقائق سے صورتحال کی درست تصویر کشی کی بجائے سب کو ایک آنکھ سے دیکھنے کو ترجیح دی جائے..... رنجیت سنگھ والی آنکھ سے..... لیکن اس قطع میں سخن گسترانہ بات یہ ہے کہ واقعات کا بہاؤ اور صورتحال کا آثار چھاؤ بھارے مضمون نگار کے بس میں ہوتا نہیں اور نہ ہی وہ حالات و واقعات کو کوئی سسٹم کی خراب مشین پر چڑھانے پر قادر ہے کہ انہیں ایک برابر شکل اور جسامت دے کر مختلف تنظیموں یا لیڈروں میں برابر سراہر تقسیم کر سکے۔

تیسری قسم ایسے صاحبان کی ہے جن کے ذاتی پسند ناپسند کے مخصوص معیارات پر مذکورہ تنظیم پوری نہیں اترتی۔ ان میں کچھ احباب ایسے بھی ہیں جو اسے اپنے مفادات کے لئے باعث خطر گردانتے ہوئے علی الاطلاق اپنی رائے کے اہتمام سے گریز کرتے ہیں یہ اس سبب وہ کسی دوسری شخصیت یا تنظیم کو قطع نظر اس سے کہ وہ عام افغانوں میں مقبولیت اور معتبری کا کیا معیار رکھتی ہے "مقابلہ" پر لاکھڑا کرتے ہیں۔ از بس کہ یہ محض مقابلہ جہاد کو تو کوئی فائدہ کیا پہنچاتا ہے البتہ خود صاحبان کے کھتار کس کا ایک ذریعہ ضرور بن جاتا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ متذکرہ فاضل مضمون نگار صاحب کا شمار کس ذمہ میں کیا جائے۔ ان کے تحریر کردہ مضمون میں جس "قطعییت" سے اہتمام خیال فرمایا گیا ہے وہ اس "امر" کی دلالت کرتا ہے کہ وہ حالات سے "باخبر ہیں جیسا کہ خود ان کا بھی دعویٰ ہے پھر مولوی جمیل الرحمان صاحب کے بارے میں ان کے بیان کردہ خیالات (جن سے راقم کا اتفاق ضروری نہیں) یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ وہ غیر جانبداری کے مرض میں بھی مبتلا ہیں۔ یوں اولین دو گروہوں میں تو ان کی شمولیت خارج از امکان ٹھہرتی ہے لیکن چلے تیسرے گروہ میں انہیں تلاش کرنے کی بجائے بہتر یہ ہوگا کہ ہم اپنی توجہ ان کے بیان کردہ الزامات اور نکات پر مبذول کر لیں۔

موصوف کے فرمودات کے مطابق بیان کردہ نکات یوں بنتے ہیں۔

۱۔ امریکہ نے جہاد سے وابستہ تنظیموں کو بھپور امداد دی اور اس امداد کا معتبہ حصہ حزب اسلامی افغانستان اور عبوری حکومت میں شامل دیگر جماعتوں کے حصہ میں آیا یوں امریکہ حزب کی امداد کے ذریعے بالواسطہ طور پر اپنے مفادات آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

۲۔ مولوی جمیل الرحمان کی تنظیم "جماعت الدعوة الی القرآن والست" ایک ایسی تنظیم ہے جس نے حکومت پاکستان سے رجسٹرڈ ہونے پر آزاد رہنے کو ترجیح دی اور عالم اسلام کے مخیر حضرات سے اتنے مالی

وسائل حاصل کر لئے کہ نقد رقم سے اسلحہ و خوراک خرید کر جہاد افغانستان میں حصہ لیا۔

۳۔ کناہر کے انتخابات میں مولوی جمیل الرحمان کی تنظیم اول آئی جب کہ حزب اسلامی دوم رہی۔

۴۔ جب بھی ملک گیر انتخابات ہوں گے مذکورہ تنظیم سب سے زیادہ اکثریت حاصل کرے گی۔

ہماری کوشش ہوگی کہ پیش کی جانے والی معروضات میں ان نکات کی وضاحت ترتیب وار اس طرح سامنے آسکے جو ریکارڈ کی درستی کے ساتھ ساتھ قارئین کے لئے بھی باعث تشفی ہو۔

(۱) امریکی امداد

اس حقیقت سے انکار ممکن ہی نہیں کہ یہ روسیوں کے خلاف مزاحمت کو تقویت دینے میں امریکی دلچسپی ہی تھی جس نے اس کے وسائل کو امداد کی صورت دی لیکن نہ بھولنے کے اس امداد کا مقصد جہادی قوتوں یا انقلابی اسلامی تحریک کو تقذیب فراہم کرنا نہیں بلکہ روسی پھن کچلانا تھا۔ امریکہ کے لئے روس اور انقلابی اسلام دونوں یکساں مضرت تھے وہ اپنے دونوں دشمنوں کو باہم لڑوا کر خلیج اور اس سے متعلقہ علاقے میں اپنے مفادات کے تحفظ کا خواستگار تھا پھر یہ این ہمہ کہ روس کے خلاف مزاحمت میں اسلام پسند مجاہدین کا کردار مرکزی ہی تھا۔ آگہی کے باوجود امریکیوں کی اس تمام عرصہ یہ کوشش رہی ہے کہ ”بنیاد پرستوں“ کو ان کی امداد کا وافر حصہ نہ پہنچنے پائے۔ فاضل مضمون نگار نے شاید یہ حقیقت پیش نظر نہیں رکھی کہ یہ اس وقت ضیاء الحق شہید کی حکومت ہی تھی جو اس ضمن میں بار بار امریکی دباؤ کے آڑے آتی رہی اور امداد کی تقسیم کا کام اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس وقت پاکستانی حکومت کی جانب سے یہ امداد جہادی کارکردگی کے میرٹ کی بنیاد پر تقسیم کی جاتی تھی۔ ایسے میں اگر حزب اسلامی کو سب سے زیادہ امداد ملتی رہی تو یہ کسی کا احسان یا ذاتی تعلقات کا نتیجہ نہ تھا بلکہ انتہائی پیشرو اور عبوری صلاحیتوں کے حامل ممتاز جرنیلوں (اختر عبدالرحمان، شہید اور ان کے پیرو جزل حمید گل) کی جانب سے افغانستان کی معروضی صورتحال کو سامنے رکھ کر حزب کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے دی جاتی رہی اب روسیوں کی افغانستان میں موجودگی کے دوران امریکی مجبور تھے کہ اس دباؤ کو پاکستان اور اسلام پسند مجاہدین پر ایک خاص حد سے آگے نہ جانے دیں ہم دیکھتے ہیں کہ یہی امریکی تھے جنہوں نے روسیوں کے انخلاء اور ضیاء الحق کی شہادت کے بعد نہ صرف یہ کہ اسلام پسندوں کی امداد مکمل طور پر روک دی بلکہ بعض طاقتور رہنماؤں پر قتل اور منشیات کی سنگت جیسے گناؤں نے الزامات لگانے میں بھی کوئی عار نہیں محسوس کیا اور اس عمل نے واضح کیا کہ ان کا اصل مقصد اول امداد کے اجر کے ذریعہ روسیوں کو افغانستان سے لوٹانا اور دوم اس کی فوری بندش سے اسلام پرستوں کو ٹھکانے لگوانا مقصود تھا۔ یہی امریکی تھے جنہوں نے مولوی جمیل الرحمان کے سرپرست ”بخیر“ حلقوں اور عرب ممالک پر دباؤ ڈالا کہ وہ حزب اسلامی کو امداد کا ایک روپیہ یا گندم کا ایک دانہ بھی نہ جانے دیں۔ یہ تو:

خدا خود میرے سامان است ارباب توکل را

پر ایمان رکھنے والے اسلام پسند مجاہدین ہی کا حوصلہ تھا جنہوں نے چار اطرائی دباؤ کے باوجود سیکور اور مغرب پرست عناصر

کے بارے میں اپنے موقف میں فرق نہ آنے دیا۔

(۲) مولوی جمیل الرحمان کی تنظیم

فاضل مضمون نگار مولوی صاحب کی تنظیم کے تکررے میں لکھتے ہیں کہ ”انہوں نے غیر ملکی امدادی ایجنسیوں پر لات ماری“ اور کہا کہ ”ہمیں کسی کافر کی امداد کی ضرورت نہیں“۔ ”یہ اسی عزمِ مصمم کا صلہ ہے کہ نہ تو وہ گروہ رجسٹرڈ ہوا اور نہ امداد سمیٹی بلکہ عالم اسلام کے مخیر حضرات نے اس قدر نوازا کہ نقد رقم سے اسلحہ و خوراک خریدی“۔

سوال یہ ہے کہ یہ بات تو ہمارے کسی بھی مضمون میں زیر بحث نہیں آئی کہ مولوی جمیل الرحمان کی تنظیم کس کس سے اور کتنے وسائل حاصل کرتی رہی ہے۔ نہ معلوم فاضل مضمون نگار کو اس ضمن میں وضاحت جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اسی طرح پاکستان میں اس تنظیم کے رجسٹرڈ ہونے یا نہ ہونے سے بھی موضوع کا یا ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ مولوی جمیل الرحمان جیسے کئی صاحبان مثلاً قاضی امین، مولوی مؤذن اور مولوی نصر اللہ منصور، داعین اتحاد اسلامی افغانستان، حرکت اسلامی افغانستان اور حرکت انقلاب اسلامی افغانستان تنظیموں کے نام سے اپنے اپنے گروہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب بھی حکومت پاکستان سے رجسٹرڈ ہیں لیکن ان کی جانب سے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس جہاد کے آغاز کے وقت کوئی ڈیزھ سو کے لگ بھگ موسمی تنظیمیں وجود میں آگئی تھیں۔ صدر ضیاء الحق شہید نے ان تنظیموں کو محدود کرنے اور مرکزی کمان کے تحت مجتمع کرنے پر زور دیا، خود مخلص افغانوں نے اس نکتہ کی حکمت محسوس کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اپنی تنظیمیں یا تو ختم کر دیں یا کسی دوسری تنظیم میں ضم کر دیں یوں سات بڑی تنظیموں کے علاوہ دیگر تنظیمیں غائب ہو گئیں۔ ضیاء الحق شہید کی یہ پالیسی افغانوں کو متحدہ قیادت کے تلے جمع کیا جائے ایک خاص تعداد سے بڑھ کر تنظیموں کو ”رجسٹرڈ“ کرنے میں مانع رہی۔ اس میں مولوی جمیل الرحمان صاحب کا کوئی ”قصور“ نہیں نہ ہی ان کی عدم رجسٹریشن ان کی ”آزاد روی“ کا نتیجہ ہے بلکہ یہ تو سیدھی سیدھی حکومت پاکستان کی پالیسی تھی جس نے ایسا نہ ہونے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کی موجودہ صورتحال کے مجموعی تجربہ میں مذکورہ بالا صاحبان کی انفرادی حیثیت اپنی لیکن ان کی تنظیمیں کسی اجتماعی حل کی تلاش میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی ان تمام صاحبان کے اپنے اپنے حلقہ ارادت ہیں جو ان تنظیموں کے پائس میں تبدیل ہوں گے ہیں۔ یہ پائس کس کس ایک تحصیل اور کس ایک سے زائد تحصیلوں تک محدود ہیں۔ محض عقیدت مندی کے جوش میں ان پائس پر سارے افغانستان کو قیاس کرنا خوش گمانی کے گھوڑے دوڑانا ہے پھر جہاں تک مولوی صاحب جمیل الرحمان کا تعلق ہے تو سوال یہ ہے کہ حزب اسلامی افغانستان کے رکن کی حیثیت سے حکمت یار کی قیادت تلے کام کرنے والے بہت سارے افراد میں سے ایک ایسی مولوی صاحب کو ایسی کیا مشکل درپیش ہوئی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک الگ تنظیم کا ڈول ڈال کر بیٹھ گئے۔ اگر حزب سے کوئی پالیسی یا ذاتی اختلاف تھا جو نظریاتی اختلاف کے مقابلہ میں بہر حال اس درجہ سنگین نہیں

ہونا چاہئے تھا) اور نظریاتی تو ہو نہیں سکتا کیونکہ فاضل مضمون نگار نے خود نظریاتی ہم آہنگی کا اعتراف کیا ہے) تو کیا اس کا یہی ایک حل رہ گیا تھا کہ وہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر بیٹھ جاتے انعام و تقسیم میں ناکامی کے بعد حزب سے ان کی علیحدگی کیوں نہیں کسی دوسری تنظیم میں ان کی شمولیت اور افغانوں کو مزید تقسیم سے بچانے پر بیٹھ ہوئی۔ آخر کو چھ دیگر تنظیمیں بھی تو ایک دوسرے کے ناراض افراد کو اکو موڈٹ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ اب کیا اس اقدام سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے۔ مولوی صاحب کے نزدیک ساتوں میں سے کوئی ایک تنظیم بھی صحیح معنوں میں جہاد کی اہل نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسی تھی کہ جسے وہ اپنے موقف سے قریب تر پاتے ہوں۔ محض سلفی نقطہ نظر کو فروغ دینے کے لئے ایک علیحدہ کردہ کا قیام چہ معنی دارو، جیسا کہ بعض حلقے ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں کیا اس کے لئے پروفیسر سیاف کا اتحاد اسلامی انہیں اپیل نہ کر سکا۔ یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اگر علمائے افغانستان کی موجودہ تعداد کا ایک چوتھائی حصہ بھی جمیل الرحمان صاحب کی ”سنت“ کو نجات کا راستہ سمجھ کر الگ الگ تنظیمیں قائم کرنے بیٹھ جاتا تو روسیوں کو شکست دینے والا ملک گیر اور مربوط ہزاروں چھوٹی چھوٹی بے اثر گلوپوں میں بٹ کر اور الجھ کر نہ رہ جاتا؟ اتحاد کی دعوت اور اس حوالہ سے دشمنوں کی چالوں پر نظر رکھنا بلاشبہ بڑی اچھی چیز ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ اس کا آغاز دعوت دینے والا خود اپنی ذات سے کرے۔ کیا یہی بہتر ہو گا کہ اگر مولوی صاحب اپنی تنظیم کا کسی بھی دوسری بڑی تنظیم میں ادغام کر کے عملاً یہ ثابت کر دیں کہ وہ افغانوں کی تقسیم کی بجائے ان کے اتحاد میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

(۳) کنہار کے انتخابات

حزب اسلامی نے عبوری حکومت کو مدت پوری ہونے پر آزاد علاقوں اور مہاجر کیمپوں میں انتخابات کے انعقاد کی تجویز پیش کی تو عبوری حکومت میں شامل کئی تنظیموں کی مخالفت کے باوجود عام افراد کی سطح پر اسے خاصی پذیرائی ملی۔ ان افراد میں مذکورہ مخالف تنظیموں کے وابستگان بھی شامل تھے۔ صوبہ کنہار میں مختلف تنظیموں کے نمائندہ مقامی کانڈرٹوں کے ایک اجلاس میں اس تجویز پر غور ہوا اور اسے عملی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ یکم مارچ ۱۹۹۰ء کو صوبہ میں مناسب نمائندگی کی بنیاد پر انتخابات کا دن مقرر کر دیا گیا جو صوبائی اسمبلی کی ۱۳۳ نشستوں کے لئے ہونے تھے۔ ان انتخابات میں ووٹ دینے کا حق صوبہ کے ہر بالغ مرد کو تھا خواہ وہ آزاد علاقے میں مقیم ہو یا مہاجر کیمپوں میں..... مصنفانہ انتخابات کے لئے ایک الیکشن کمیشن مقرر کیا گیا جس نے بڑے مناسب انتخابات بروقت کر دیئے۔ اس سارے عمل میں مولوی جمیل الرحمان کا گروہ پوری طرح شامل رہا مختلف مقامات پر قائم کئے گئے پولنگ سٹیشنوں پر مقررہ وقت تک پولنگ ہوئی اور پھر ووٹوں کی گنتی کا آغاز ہوا۔ یہ گنتی بعض مخصوص مقامات پر ہوتی تھی جہاں مختلف مقامات سے ووٹوں سے بھرے مقفل صندوق پہنچائے جاتے تھے۔ حزب کے زیر اثر ایک دور دراز علاقہ کانٹیا سے ووٹوں کا یہ بار امانت گنتی کے مقررہ مقام تک پہنچانے میں قدرے تاخیر ہوئی تو مولوی صاحب کے نمائندوں نے انہیں رائے شماری میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ حزب کا اصرار تھا کہ دشوار گزار راستوں اور خراب



دریں حکایت صلی اللہ علیہ وسلم عبرہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى
 عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْسُطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بَسَطَتْ عَلَى مَنْ
 كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتَهْلِكُمْ
 كَمَا أَهْلَكَ كُتُوبُهُمْ

مشفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الوقف)

”حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ بخدا! میں تمہارے فقر (غربت) سے نہیں ڈرتا۔ البتہ میں اس بات سے ڈرتا
 ہوں کہ تم پر دُنیا اس طرح فراخ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کی گئی
 تھی، پس جس طرح انہوں نے اپنی ساری توجہ اس طرف مبذول کر دی، تمہاری
 بھی تمام توجہ کا مرکز دُنیا ہو جائے۔ اور یہ (یعنی محبت دُنیا تمہیں بھی ہلاکت میں ڈال
 دے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو اس نے ہلاکت و بربادی میں ڈالا۔“

موسیٰ حالات کی بناء پر قدرے تاخیر سے پہنچنے والے ان ووٹوں کو بھی شمار کیا جائے لیکن جواب میں مولوی صاحب کے نمائندوں کا مسلسل انکار نتائج کے اعلان میں تھقل کا سبب بن گیا۔ اس پر الیکشن کمیشن نے مصالحتی گفتگو شروع کی۔ حزب نے رفع شرکی خاطر اور کسی باہم نزاع سے بچنے کے لئے متذکرہ ووٹوں کو شمار کرنے پر اصرار ترک کر دیا چنانچہ الیکشن کمیشن نے دونوں فریقین یعنی حزب اسلامی اور مولوی جمیل الرحمان کو برابر برابر نشستوں کا حق دار قرار دے دیا۔ نتائج یہ تھے۔

۱۔ حزب اسلامی نے کل پڑنے والے ووٹوں کا ۲۸۶۲ فیصد حصہ حاصل کیا اور ان کے حصہ میں شورپی کی ۳۵ نشستیں آئیں۔ اسی طرح مولوی جمیل الرحمان صاحب کی تنظیم کو بھی ۲۸۶۲ فیصد ووٹوں کے ذریعے ۳۵ نشستوں کا حق قرار دیا گیا۔

۲۔ جمعیت اسلامی (پروفیسر ربانی) کی تنظیم نے ۴۶۱ فیصد ووٹ حاصل کیے انہیں ۱۵ نشستیں ملیں۔

۳۔ حماز ملی (پیر گیلانی) کو ۸۶۱ فیصد ووٹ اور دس نشستیں ملیں۔

۴۔ اتحاد مجاہدین برائے آزادی افغانستان (سیاف) کے حصہ میں ۴ فیصد ووٹ اور ۵ نشستیں آئیں۔

۵۔ حزب اسلامی خالص کو ۴ فیصد ووٹ اور ۵ نشستیں ملیں۔

۶۔ جہ نجات ملی (محمودی) کو بھی ۴ فیصد ووٹ اور ۵ نشستیں الاٹ ہوئیں۔

۷۔ کنہاری کے مولوی افضل کو جو ”آزاد حکومت“ سے تعلق رکھتے ہیں ۳۶۲ فیصد ووٹ اور ۴ نشستیں ملیں۔

۸۔ حرکت انقلاب اسلامی (نہر اللہ منصور) کے حصہ میں ۲۶۴ فیصد ووٹ اور ۳ نشستیں آئیں۔

۹۔ قاضی امین وقاص کے داعین اتحاد کو بھی ۲۶۴ فیصد ووٹ اور ۳ نشستیں ملیں۔

۱۰۔ حرکت انقلاب اسلامی (محمدی) نے بھی ۲۶۴ فیصد ووٹ اور تین نشستیں حاصل کیں۔

۱۱۔ مولانا زمان کے حصہ میں اعشاریہ آٹھ (۰۸) فیصد ووٹ اور ایک نشست آئی۔

مولوی جمیل الرحمان کی جانب سے ان انتخابی نتائج کا بایکٹ کیا گیا ان کے تین انہیں اس سے زیادہ ووٹ پڑنے تھے۔ اب اس ساری صورتحال کے پس منظر میں ہماری جانب سے ایک ایسے صوبہ میں حزب کی کامیابی کو قابل ذکر قرار دینے سے جو انتخابات سے قبل صرف جمیل الرحمان صاحب کا صوبہ سمجھا اور گمان کیا جاتا تھا فاضل مضمون نگار کی تیوریاں کچھ جانا بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

(۴) سب سے بڑی تنظیم

بعض محبان مولوی صاحب کی جانب سے یہ دعویٰ ہے کہ افغانستان میں جب بھی انتخاب ہوئے ان کی تنظیم اکثریت

حاصل کرے گی اور بقول فاضل مضمون نگار کے کہ ”پھر نام نہاد بڑی تنظیموں کی آنکھیں کھل جائیں گی“ سننے اور پڑھنے کے بعد ہمیں ایک واقعہ یاد آگیا جس کے راوی ہیں پاکستان کی جانب سے افغان مہاجرین کی دیکھ بھال کے لئے بنائے گئے ادارے کے صوبہ سرحد کے پہلے کمشنر اور نہایت قابل و زیرک افرجناب عبداللہ خان صاحب۔ خان صاحب کے بقول جب وہ رفوچی کمشنر کے پہلے کمشنر مقرر ہوئے تو ان سے ملاقات کے لئے آنے والوں کی بڑی تعداد ان بے شمار تنظیموں کے عہدیداروں پر مشتمل ہوتی تھی جو امداد کے حصول کے لئے راتوں رات وجود میں آگئی تھیں۔ ہر تنظیم کے ذمہ داران ملاقات کے دوران خود کو افغانستان کی سب سے بڑی اور افغان عوام کی حقیقی نمائندہ تنظیم باور کرواتے چونکہ مہاجرین کی آمد کا طوفانی ریلوا بھی جاری تھا لہذا عام مہاجرین میں گھوم پھر کر درست مطلوبہ معلومات اور اعداد و شمار حاصل کرنا اور ان کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنا بڑا مشکل تھا۔ عبداللہ خان صاحب کے سامنے اہم سوال یہ تھا کہ وہ مختلف افغان تنظیموں کی درجہ بندی کر کے امداد کی فراہمی کے پروگرام کو میرٹ پر کس طرح چلائیں کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے دیگر طریقوں کے علاوہ ایک دلچسپ طریقہ یہ اختیار کیا کہ جب بھی ان سے کسی تنظیم کا وفد ملنے آتا تو وہ ان کی جانب سے کچھ کہنے سننے سے پیشتر ہی یہ گویا ہوتے کہ ”جناب ہمیں علم ہے کہ آپ ہی افغانستان کی سب سے بڑی تنظیم کے نمائندے ہیں لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ کے بعد کس تنظیم کا نمبر ہے؟“

خان صاحب کا کہنا ہے کہ حیرت انگیز طور پر ہر تنظیم کے عہدیداروں کا جواب یکساں تھا وہ ”اقرار“ کرتے کہ پہلے نمبر پر تو ہم چودا گرے نیست لیکن ہمارے بعد حزب اسلامی افغانستان آتی ہے۔ گویا پہلے نمبر کی تنظیم کے بارے میں سب کی رائے مختلف اور دوسے نمبر کے لئے سب کی ایک ساں ہوتی۔ یہ جواب ہی اصل معاملہ کو واضح کر دیتا تھا چنانچہ انہوں نے درست درست اندازہ لگایا کہ وہ اصل قوت اور نمائندگی کہاں مرکوز ہے جسے کوئی بھی نظر انداز کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ جناب فارسی کا ایک محاورہ ہے کہ مشک آنت کہ خود بوید نہ کہ عطار گوید مطلب یہ ہے کہ خوشبو وہ ہوتی ہے جو اپنا تعارف آپ ہو نہ کہ وہ جسے عطار متعارف کرواتے۔ ہمارا خیال ہے کہ مذکورہ بالا دعوے کی چھان پھک انتخابات میں (جب بھی وہ ہوئے) ہو ہی جائے گی۔ اس سے قبل اظہار بے صبری یا دعوائے دلبری دونوں بے معنی ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ خود کو سب سے زیادہ مقبول و محبوب سمجھنے کی ایسی ہی خوش گمانیاں ہیں جنہوں نے مجاہدین کے درمیان وسیع تر ملاپ اور انضمام کا راستہ روکا ہے۔ ایک اور حیرت کی بات یہ ہے کہ فاضل مضمون نگار ایک ہی سانس میں حزب اسلامی کو امریکی مفادات کے نگہبان کے طور پر باور کرواتے ہوئے اسے امریکی امداد کے حصول کا گناہ گار اور خود کو اس کا کفرانہ امداد سے بری الذمہ بھی ٹھراتے ہیں اور حزب اور حکمت یار کے بغیر حماد کو بھی صفر سمجھتے ہیں۔ اس چہ حسرت خانہ امروز و فردا ساختی؟

بقیہ صفحہ نمبر ۵

وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف نے اپنے پہلے ہی قومی خطاب میں افغان قوم کو ان کے جملہ مسائل حل ہونے تک مکمل تعاون کا مزہ کا فائزنا دیا جسے البتہ ان کے غیر مبہم اعلان سے روس کے پٹھو ملحد نجیب کا چہرہ مزید بھیاںک ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ باور کرنے میں ہرگز الجھنا پٹ نہیں کہ ہر آنے والی نئی صبح اہل پاکستان اور اہل افغانستان کے لئے نویدِ مسرت لے کر آئے گی۔ آخر میں ہم ایک بار پھر نئے منتخب وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف صاحب اور پاکستانی قوم کو قلبی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

احساس کمتری۔۔۔۔۔ موزی مرض ہے ابن طور

بدعات اور باطل عقائد کی درستگی سے ہوا۔ صف اول میں جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب اور اسکے ساتھی تھے جنہوں نے لحد حکمرانوں کے ظلم و ستم سے۔ البتہ حزب مذکورہ کے معززین بھی باعث تقویت تھے۔

۲۔ کسی بیرونی دباؤ سے اپنے نظریات یا موقف تبدیل نہ کرنے میں صرف حزب اسلامی یکتا نہیں ہے بلکہ عبوری حکومت میں شامل کچھ جماعتیں بعض آزاد گردہ اور جماعت الدعوة الی القرآن والستہ بھی ہیں جو مجاہدین سے عبارت 'اسلامی حکومت افغانستان سے کم تصفیہ پر رضامند نہیں ہیں۔

۳۔ اسلامی جمہوریت (کتاب و سنت) کے قاضی پورے کرتے ہوئے حکومت میں عوام کی شمولیت پہ سوائے ایک آدھ جماعت کے کسی کو کبھی اعتراض نہیں ہے۔ مصلحت میں مضمون نگار کو نشانہ ہی کی توفیق نہیں ہوئی۔

۴۔ کابل پہ قابض کیونسٹ انتظامیہ اور روسی افواج کے خراج کو بھی فاضل دوست نے تمغہ امتیاز جانا ہے حالانکہ وہ حزب مذکورہ کو خوش فہمی میں ڈال کر باقی جمادی تنظیموں سے الگ تھلگ کر دینا چاہتی تھیں۔ جہمیں وہ کامیاب رہیں۔

۵۔ اگر تائی بغاوت کو مذکورہ جماعت کابل انتظامیہ اور افواج میں گھرے رابطوں سے تعبیر کرتی ہے تو باقی تنظیموں نے اسے گہری سازش قرار دیا ہے۔ تائی نے محض چند دنوں کی شورش کے سوا جہاد کے ماتھے پہ کیا جھومر سجایا۔ وہ ایک ایسا لٹھ ہے جس سے خبر کی آرزو عشب ہے۔ دراصل حزب اسلامی اور تقریباً سب ہی دیگر تنظیموں کے روابط کابل انتظامیہ اور افواج میں موجود ہیں کیونکہ لحد افغان بھی تو اسی ملت افغان کا حصہ ہیں۔ گاہے گاہے کابل فوجی ٹوٹ ٹوٹ کر مختلف تنظیموں آزاد گردوں کی جھولی میں آگرتے ہیں اور یہ سلسلہ هنوز جاری ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کسی کا طرہ امتیاز نہیں۔

درج بالا حقائق کو کوئی جانبدار تو تسلیم کرنے سے رہا کیونکہ وہ صرف اور صرف اپنے ہی تجزیہ کو حرف آخر سمجھتا ہے۔ بلندی کا نشہ بھی کیا جعب شے ہے کہ اسے سب بوئے نظر آتے ہیں

روزنامہ جنگ راولپنڈی کی ۹ ستمبر کی اشاعت میں "افغانستان۔۔۔ اصل حقائق" کا آئینہ جناب رفیع افغان صاحب نے دیکھا ہے تو برامان گئے ہیں اور غالباً برہم بھی ہیں۔ اسی برہمی میں انہوں نے اصل حقائق سے نظر چرا کر بس مجھے مشق خنی کے لائق گردانا ہے یا پھر عارضہ احساس کمتری میں اپنی پسندیدہ جماعت کے گن گاتے چلے گئے ہیں جو ہم بارہا پہلے بھی سن اور پڑھ چکے ہیں۔ اپنے متعلق تو کچھ آخر میں عرض کروں گا البتہ فاضل دوست کے موزی مرض کا مجھے بے حد ملال ہے 'ایسا نہ ہو کہ یہ بوڑھے بوڑھے ارض افغان کا المیہ بن جائے ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ صاحب چاہت ہے باوجود کسی مخصوص غول میں بند رہنا پسند نہیں فرماتے لیکن "دگشتار خام پیش عزیزاں سند نہیں" میں تو انہوں نے اپنا بھرم ہی کھودیا ہے۔ میرے محترم دوست ذرا خود ہی اپنے مضمون پر نظر ثانی فرمائیں تو جان لیں گے کہ اس میں حزب اسلامی کی بڑائی اور تعریف و توصیف کے سوا لکھا ہی کیا ہے۔ جہاد افغانستان میں کسی بھی دوسری جماعت کا کار خیر تو انہیں نظر ہی نہیں آتا البتہ نوک تیر پر رکھنا روا رکھتے ہیں۔ موصوف خود فہمیوں کے گرداب سے باہر آئیں تو عرض کروں کہ افغان تحریک اسلامی کے بانیوں میں سے جناب مکتیار صاحب کے علاوہ کچھ اور بھی زندہ سلامت ہیں "تنظیم نوجوانان مسلمان" تو یاد رہی لیکن امت مسلمہ اور جناب شیخ جمیل الرحمان صاحب زر خیز ذہن میں جم نہ سکے۔

ذرا موصوف کی کالم یک پدی گئی ممتاز خام خیالیوں کی خبر لیتے ہیں ۱۸ ستمبر کا روزنامہ جنگ راولپنڈی سامنے رکھیے گا تاکہ سمجھنے میں آسانی اور ریکارڈ بھی درست رہے۔

۱۔ افغانستان کی تحریک اسلام اور موجودہ جہاد کی بانی تنظیم کا نام صرف حزب اسلامی نہیں ہے بلکہ تحریک اسلامی کا اصل آغاز اصلاح معاشرہ اور افغان عوام میں پھیلی ہوئی غلط رسومات،

امریکی امداد

امریکہ ہمارے لئے کتنی، کیوں اور کس کی وساطت سے امدادی اسکی وضاحت مال سمیٹنے والوں کا درد سر ہے مجھے تو صرف یہ گلہ تھا کہ موصوف نے امریکی مفاد پرستوں کی صف میں جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب کو بھی شامل کر دیا ہے جو سوائے مسلمان دوستوں کے کسی غیر کی اعانت کے روادار نہ تھے نہ ہیں اور نہ ہی انشاء اللہ ہونگے۔ چلو یہ تو ہوا کہ فاضل دوست نے یہ اعتراف کر لیا کہ جناب شیخ صاحب کا امریکی یا بیرونی امدادی انجینی سے تعلق خاطر نہ تھا۔ ظاہر ہے بیرونی ہاتھ تو انہیں کو نچا بیگے جنہوں نے مشکول پھیلانے ہیں۔ جناب شیخ صاحب کے غیر دوست یا امریکہ اور اس کے حواری جناب شیخ صاحب کے زیر اثر تو نہیں کہ موصوف امیر جماعت الدعوة کے شاکی ہیں۔ امداد کے طلبگاروں کو پہلے سے ہی ایسے حادثات کیلئے تیار رہنا چاہئے تھا تاکہ نازک لمحات میں اس کے دل نہ ٹوٹے۔

مولوی جمیل الرحمن کی تنظیم

یہی وہ تنظیم ہے جو صوبہ کنہار کے حوالہ سے موصوف کی نیندیں حرام کئے رکھتی ہے۔ معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ جناب رفیق افغان صاحب اپنا لکھا بھی بھول جا۔ نے کہ مرض میں مبتلا ہیں وہ اگر اپنے سابقہ مضنون کی طرف رجوع فرمائیں تو انہیں معلوم ہو سکے گا کہ مولوی صاحب کے جمادی وسائل کا ذکر مجھے کیوں کرنا پڑا۔ رجسٹرڈ یو این اے ہونے کا تعلق بھی امداد کے حوالے سے ہی تھا۔ موسمی تنظیمیں تو بے شک ادھر ادھر گوشہ عافیت میں جا بسیں لیکن یہ تو بتائیے جماعت الدعوة الی القرآن و السہ کماں کھڑی ہے جسے آپکو بے چین کر رکھا ہے۔ بہتر ہوتا کہ موصوف ہمارے محترم جناب کھتیار صاحب سے ہی دریافت کر لیتے کہ انکی جماعت میں مولوی صاحب کا مقام کیا تھا اور وہ کیوں جدا ہو

محسوس کی دیتا ہے کہ میرے محترم دوست کو بلندیاں راس آگنی ہیں جہمی تو انہیں مجھے ڈھونڈنے کیلئے خوردبین کا سہارا لینا پڑا۔ میرا خلاصہ مشورہ تو یہی ہے کہ وہ ماہر نفسیات بننے کا شغل ترک کر دیں اور اگر یہ انکی مجبوری ہے تو پھر تین اقسام میں ایک چوتھی مزید قسم کا بھی اضافہ کر لیں جو ”ایسے بھلے بندوں پر مشتمل ہوتی ہے جو خود ستائی اور خود نمائی کے دلدادہ ہوتے ہیں، وہ خود کو اور اپنے من پسند دوستوں کو ہی اعلیٰ و ارفع سمجھتے ہیں، تنقید کا تریاق انکی صحت کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے“

میں نے تو اصل حقائق میں اعتراف کیا تھا اور اب بھی کرتا ہوں، اگر موصوف نہ بھی چاہیں تو تب بھی کرتا رہوں گا کہ ”حزب اسلامی ایک موثر عسکری تنظیم ہے، اسکی قربانیاں اور شجاعت و جہ شہرت و عزت ہے“ لیکن یہ کل نہیں محض جزو ہے ہم خود اسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں لیکن باقی تنظیمیں اور گروپ بھی قربانیاں اور شجاعت و جوانمردی میں اس سے کسی طور کم نہیں۔ روسی افواج کا انخلا ہو یا کابل افواج کی محسوری یہ سب کا مشترکہ کارنامہ ہے۔ کسی ایک کو دوسرے پہ فوقیت دینا اعلیٰ طرفی نہیں کم طرفی ہے اور شانزد

یہی بات اگلوں گوار گزری ہے

مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ہمارے محترم انجینئر جناب کھتیار صاحب ایسے نادان دوستوں سے خوش نہیں ہونگے جو جماد میں شامل مجاہدین کو چھوٹے اور مفاد پرست کا طعنہ دے کر انکے شہیدوں کو تڑپاتے ہیں۔ یاد رکھیے جماد کا ہر ایک شہید، زندہ گھومتی پھرتی اور لکھتی لکھاتی لاشوں سے کہیں برتر اور افضل اور اس کے مجاہد غازی مجاہدین و رٹا باعث افتخار ہیں۔ بار بار خط امتیاز کھینچ کر مجاہدین کو تقسیم کرنے کی روش بدل لیجئے۔ بروائی کے زعم میں جکڑی قومیں، جماعتیں گرد راہ تو ہوتی ہیں سنگ منزل نہیں۔

موصوف نے کالم روپ چار نکات ترتیب دیئے ہیں جو امریکی امداد، مولوی جمیل الرحمن کی تنظیم، کنہار کے انتخابات اور سب سے بڑی تنظیم پر مشتمل ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیے گا

کے فارغ ہو بیٹھے ہیں اگر اس الزام میں کچھ بھی حقیقت ہے تو جناب رفیق افغان صاحب! ہم بے خبر لوگوں کو الیکشن کمیشن کی وہ دستاویز تو دکھائیے گا جسے پڑھ کر ہم نام ہو سکیں۔

قارئین! حقیقت وہی ہے جس کا ذکر میں اپنے سابقہ

مضمون میں کر چکا ہوں۔ مزید وضاحت یوں کہے دیتا ہوں کہ جماعت الدعوة کو ہتالیس نشستیں حاصل ہوئیں اور وہ انتخابات میں حصہ لینے والی جماعتوں میں سرفہرست رہی دوسرے نمبر پر حزب اسلامی اور بھرپور ترقی دیکر جماعتیں اور گروپ آتے گئے۔ جناب رفیق افغان صاحب کے دینے گئے چارٹ میں آپسے ملا خطہ کیا کہ جماعت الدعوة اور حزب اسلامی کی نشستیں برابر ہیں۔ یہ الیکشن کمیشن کا اعلان ہرگز نہیں ہے بلکہ انکے قلم کا کمال ہے کہ نیکوئی کو ٹوٹی بکر کے سرحدی ہے۔ دراصل افغانستان میں مکمل طور پر آزاد ہونے والا تاحال پہلا یہی صوبہ کنہار ہے جس میں پہلے انتخابات ہوئے۔ حزب اسلامی کے دعووں کے مطابق یہ ضروری تھا کہ اسے یہاں اکثریت حاصل ہوتی تاکہ وہ مستقبل میں ملکی انتخابات کو متاثر کر سکی لیکن جب اس کا واسطہ درویش منش جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب کے عقیدہ مندوں سے پڑا تو چونکہ بھول گئی۔ اکثریت کا دعویٰ تو خاک ہوا مناسب سمجھا کر برابری سہی لیکن برابری کیلئے ووٹ تو دستیاب نہ ہوئے لہذا انتخابات کے نتائج کو ہی سبوتاژ کرنے کی غنائی۔ اس کے قلمی معاونین نے اپنے دامغوں کے سب خانے خالی کر دیئے، رفیق افغان بھائی نے تو مسلکی شوٹے چھوڑنے سے بھی گریز نہ کیا، زور قلم میں وہ یہ بھول گئے کہ مولوی افضل کس کھاتے میں جائیں گے جسے وہ چار نشستیں الاٹ کر چکے ہیں پروفیسر سیاف وہ خود جنہیں پانچ نشستیں دے چکے ہیں اور انہیں مولوی صاحب کے قریب ہی بتاتے ہیں۔ اگر یہ اور دوسرے مولوی صاحب سے وابستہ رہ سکتے ہیں تو بتائیے صوبہ کنہار میں حزب اسلامی کی حیثیت ہی کیا رہی جسکی قابل قدر کامیابی کے وہ ڈوگرے برسا رہے ہیں

قارئین حضرات! بات وہی مرض الدوا کی ہے۔ افسوس تو

گئے۔ باقی چھ جماعتوں میں انکا ادغام کیوں ممکن نہ تھا نیز مسلک کا شوشہ۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جس سے یہی نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ میرے فاضل دوست یا تو حالات واقعات سے بے خبر ہیں یا پھر اپنے مرض کی دوا دھونڈنا نہیں چاہتے۔ تاہم میں عرض کئے دیتا ہوں کہ مولوی صاحب آغاز جہاد سے ہی متحدہ قوت۔۔۔ صرف اور صرف ایک جہادی جماعت کے قیام و داعی رہے ہیں۔ اگر آپ نے مولوی صاحب کے خطابات سنے ہوتے تو ایسا ویسا ہرگز نہ سوچتے۔ مولوی صاحب تو آج بھی جہاد افغانستان کیلئے صرف اور صرف ایک متحدہ قوت کے منظر ہیں۔ جناب رفیق افغان صاحب! مولوی کی الگ جماعت اسیلئے وجود میں آئی کہ انہی بڑی جماعتوں کے اکابرین نے خانہ کعبہ میں کھجا ہو کر عہد کیا تھا کہ ہم متحدہ اور ایک رہیں گے لیکن ابھی آواز میں مدھم مدھم بھی نہ پڑی تھیں کہ یہ پھر سے الگ الگ بکھر گئے۔ بتائیے مولوی صاحب دوبارہ کس پہ اکتفا کرتے۔ مجھ سے اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ روسی انخلا کے بعد کابل کیلئے فتح نہ ہوا۔

میرے دوست! کچھ نہیں انہیں کیا جواب دوں۔ اگر عبوری حکومت اور دوسرے، انا کی سمجھت نہ چڑھتے تو مجھے جواب دینا کقدر آسان ہوتا۔

کنہار کے انتخابات

کالم تین یہ موصوف کے ابتدائی کلمات سو فیصد درست ہیں لیکن جو بنی تنازعہ انتخابی حلقوں تک پہنچے ہیں جانبدار بن گئے ہیں چنانچہ خراب موسمی حالات کے اثرات حلقہ کا نیوٹاؤ پہ تو مرتبے کے ہیں جہاں انکی پسندیدہ جماعت کو زیادہ ووٹ ملنے کی صرف امید ہی تھی لیکن تنازعہ حلقہ پروان کا ذکر گول کر گئے ہیں جہاں جماعت الدعوة کی واضح برتری مسلمہ تھی۔۔۔ پھر الیکشن کمیشن کے مصالحتی مشن کی ناکامی کو اپنی جماعت کے سر سے اٹھا کر جماعت الدعوة کے سر قہو پ دیا ہے۔ مزید یہ تم کیا ہے کہ جماعتوں کی خود ساختہ تقسیم کا الزام بھی الیکشن کمیشن پہ دھر

ایسے غیر معروف لوگوں کی آواز بھی سن سکیں

سب سے بڑی تنظیم

سیاق سابق سے فقرہ ایک کر اپنا عنوان بنا لینا تو صحافتی دیانتداری نہیں میں نے اپنے مضمون میں کہیں بھی جماعت الدعوة کو سب سے بڑی تنظیم کا اعزاز نہیں دیا اور نہ ہی وہ ایسے مصنوعی اعزازات کی منتہی ہے البتہ یہ ضرور عرض کیا تھا کہ نام نہاد بڑی جماعتوں کا پول کھل جائیگا۔ اور یہی کچھ میں اب بھی کہتا ہوں۔ موصوف کو غالباً اپنا لکھا یاد نہیں رہا یا پھر مجھ ایسے ماعلوم کی گستاخی طبع نازک پر گراں گزری ہو ورنہ وہ تو خود اعتراف کرتے چلے گئے ہیں کہ عبوری حکومت اور دیگر گروپوں میں مولوی صاحب کے ہمنوا موجود ہیں۔ تو کیا یہ باور کرنا مشکل ہے کہ بوقت ضرورت یہ محبت رنگ لائیگی اور تہنابرواز کے شوقین تھک کر گر جائیگے۔ چھوٹی بڑی تنظیم کا تعین افغانستان میں عام انتخابات سے پہلے نہ ممکن ہے اور نہ ہی قابل تسلیم اس لئے ہوائی گھوڑے دوڑانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

اسی ذیل میں موصوف نے راوی عبداللہ خان صاحب رفیوچی (کشمیر) جنہیں وہ قابل و ذریعہ افسر کہتے ہیں) کا خوبصورت واقعہ پیش کیا ہے انکا انوکھا طریقہ کار تو مجھے بھی بہت پسند آیا ہے اور موصوف نے تو اسے بطور سند پیش کیا ہے مگر حیف کہ عبوری حکومت نے اسے ذرا بھی اہمیت نہ دی۔ عبوری حکومت کے آقاؤں کو چاہئے تھا کہ افغانستان کی سب سے بڑی تنظیم کے سربراہ کو حکومت کا صدر بناتے۔ صدر نہ سہی وزیر اعظم کی مدد تو انکا جمہوری حق تھا۔ غضب کیا کہ مولوی صاحب کے ہمنوا (بقول موصوف) پروفیسر سیاف کو وزیر اعظم بنا دیا۔ وزارت خارجہ دے کر تو انہوں نے مشکلات سے دوچار کر دیا۔ خدا بھلا کرے جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب کے دوستوں کا، جنہوں نے عبوری حکومت کو تسلیم کر کے انکی لانج رکھ لی ورنہ دنیا تو یہ کہتی کہ حزب اسلامی کے وزیر خارجہ بھری پری دنیا میں کسی

یہ ہے کہ مجھے مولوی صاحب کی ایسی گہری قربت اور رفاقت حاصل نہیں کہ ان کے ذہن میں کلبلا تے افکار کو صفحہ قرطاس پہ لا سکوں ورنہ مجھے یقین کامل ہے کہ انکے سینے میں کچھ دوستوں کے مکروہ راز دفن ہیں جنکی تشبیہ صرف اس لئے پسند نہیں فرماتے کہ جہادی قوتیں متاثر نہ ہوں۔ انکی اسی مومنانہ کمزوری کے سبب حاسد چھ دوڑتے ہیں اور وظیفہ خوار راگنیاں لاپٹے لگتے ہیں۔

کیا یہ بات باعث حیرت و فکر نہیں کہ جب حزب اسلامی کو اپنی کامیابی پہ ناز تھا تو انتخابی نتائج معلق رکھنے کے باوجود صوبہ کنہار میں حزب اسلامی کے کمانڈر جناب فقیر اللہ نے بلا آخر جماعت الدعوة کے امیر جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب کو خط کیوں لکھا کہ ”جناب آپ تشریف لے آئیے کیونکہ منتظمین امارت اسلامی کیلئے کسی دوسرے امیر پر متفق نہیں ہیں“ اگر اسے بھی جناب رفیق افغان صاحب اعلیٰ طرفی کا شاہکار قرار دیتے ہیں تو پھر وہ جیسے یحییٰ کیوں ہیں۔ میرے فاضل بلکہ ماہر نفسیات و ماہر افغانستان دوست! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ خط جو اعزاز شکست کے مترادف ہے میرے اپنے ذہن نارسا کی تخلیق ہے تو کیجئے اسکا متن پیش کردوں جس پہ جناب فقیر اللہ صاحب کے دستخط ثبت ہیں۔ ہر کیف جیسا کہ میں گزشتہ مضمون میں عرض کر چکا ہوں۔ (اور موصوف نے چپ ساہو لی) کہ صوبہ کنہار میں منتخب شوری کی اکثریت نے جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب کو امارت اسلامی کا امیر منتخب کر لیا اور تاحال وہ صوبہ کو کنٹرول کئے عوام کی ترقی و خوشحالی کیلئے شب و روز مصروف عمل ہیں۔

جہادی سبیل اللہ کا تقاضا تو یہی ہے کہ جب مجاہدین کو افغانستان کے مکمل طور پر آزاد صوبہ میں امارت اسلامی کا بیس کیمپ میسر آگیا ہے تو وہ یہاں متحد ہو کر افغانستان کی موجودہ صورت بدل دیں۔ کابل جلالہ آباد اور چند دیگر علاقے صرف اور صرف مجاہدین کے مکمل اتحاد کے منتظر ہیں۔ ”و مسائل کی کمی سوال تو ہے مگر جواب نہیں“ کاش مجاہدین اور انکے ناواں دوست مجھ

کردوں۔ البتہ مجھ میں ایک اور نقص بھی بت نمایاں ہے کہ آپ ایسے بھاری بھر کم ماہر نفسیات و دانشوروں سے نہ ڈرتا ہوں اور نئی مرعوب ہوتا ہوں۔ حقائق کا چہرہ مسخ کرنے کی بجائے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب تو یقیناً اجنبیت باقی نہیں رہی ہو گی میرا مشورہ ہے کہ آپ اخبارات سیاہ کرنے کی بجائے کسٹار تشریف لے جائیں جس حوالہ سے ہم باہم متفق نہیں ہیں وہ تو وہیں دستیاب ہو گا مناسب سمجھیں تو اپنے اس نامعلوم غیر معروف دوست کو بھی ساتھ لے لیں، مجھے یقین ہے کہ چشم دید مشاہدات ہمیں کوئی متفقہ مضمون لکھنے میں معاون ہو سکے۔

بقیہ صفحہ ۴۳

نیکی کا کام یہ نہیں کہ آپ اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دیں لیکن نیکی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ یوم آخرت فرشتوں، قرآن مجید اور پیغمبروں پر ایمان لایا جائے۔

تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے، اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا، آپ نے جواب فرمایا:

أَنْ تَوَافِقَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَتَوَافِقَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔

کہ آپ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت پر ایمان لائیں، اور خیر و شر کی تقدیر پر بھی ایمان رکھیں۔

تو اسلام اور کلمہ شہادت پر ایمان کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء اور مرسلین سابقین، فرشتوں اور ان کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں، اور ساتھ ساتھ خیر و شر کی تقدیر، یوم آخرت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور جنت و دوزخ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، لیکن ان کی تمام اساس و بنیاد صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے، جو واحد لا شریک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔

ایک ملک کو بھی قائل نہ کر سکے۔ بعض شریعت دہیہ بھی کہتے ہیں کہ مذکورہ حزب کی عبوری حکومت سے جدائی انتہا تک مفروضہ نہیں بلکہ خارج حکمت عملی کی ناکامی ہے۔

کننے والے کیا کچھ نہیں کہتے، خدا آگاہ ہے میں جناب انجینئر گلبدین سکیتار صاحب اور حزب اسلامی کو تحریک اسلامی اور جماد کے حوالہ سے اپنی ہی جماعت سمجھتا ہوں، اسکی جمادی

کامیابیوں پر خوش اور قربانیوں کا تہہ دل سے اعتراف کرتا ہوں لیکن یہ ممکن نہیں کہ انکی لغزشوں (آخر وہ بندہ ہے خدا تو نہیں) یا انکے نادان دوستوں کی یکطرفہ مدح سرائی سے چشم پوشی کروں۔

اندرھی تقلید میرا مسلک نہیں۔ اسی طرح میں جماد افغانستان میں شامل ہر مجاہد ہر سرفروش کا (خواہ وہ کسی جماعت گروہ سے متعلق ہو) احترام کرتا ہوں سب اللہ کے سپاہی ہیں ہم پہ لازم ہے کہ مجاہد اکابرین کا نام لیتے ہوئے یا انکا تجزیہ کرتے وقت میزان درست رکھیں۔ سیاست اور قلمی شعبہ بازی سے جمادی ماحول کو براگندہ نہ کریں۔ پچھڑے دوستوں کو گلے ملنے دیں، زبانی و قلمی تیر و تفر سے دوسروں میں مزید اضافہ نہ کریں۔ کسی کا تہ بدھانے کیلئے دوسروں کا سر کاٹنے سے گریز کریں۔ ابھی تو منزل دور ہے جماد جاری ہے اور انشاء اللہ آخری فتح تک جاری رہے گا۔ جو ذرہ جس جگہ ہے اسے آفتاب سمجھیں ورنہ نفرتوں کے بیج بو کر مچھتوں اور کامرائیوں کی فصل کاٹنا محض خیال ہے، وہم ہے حماقت ہے

آخر میں کچھ اپنے متعلق عرض کرتا چلوں کہ میرے فاضل دوست کو مجھے ڈھونڈنے میں خاصی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے، خواہ مخواہ ماہر نفسیات بن کر بندوں کی اقسام ترتیب دینے میں لگے رہے، تیسری قسم بنا پائے تھے کہ گڑبڑا کر آگے چلے گئے محترم دوست اگھوگٹ کا اہتمام تو وہ کرتے ہیں جو حتی و دامن حوں یا جنہیں بات کرنے آتی ہو۔ میں تو بس ابن طوطا اور اسی نام سے گزشتہ تیس برس سے لکھ رہا ہوں لیکن یہ عرصہ مسلسل نہیں ہے جب چاہا یا آپ ایسے مہمان دانشور نے تڑپا تو کسی بھی اخبار یا جریہ کو اپنی خام تحریروں سے گندہ کر دیا کچھ تو سند پیش



میں ہوں گے، جہدِ مکہ اعلیٰ معیار کے لئے ناقذوں کی رائے کو ہم ہمت و اہمیت دیتے ہیں۔ آپ بھی ہمارے قزور پہنچوں کی نشاندہی کیجئے گا۔

شکریہ

جناب مدیرِ اعلیٰ اسحاق طور صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غالباً آپ بغیر ہوں گے۔ جریدہ دعوت ماہ اکتوبر
 دیکھ کر ادھر پڑھ کر اطمینان ہوا کہ اب یہ بلند یوں کی جانب گامزن
 ہے۔ ٹائٹل انتہائی خوبصورت تھا نیز اس میں صوبہ کٹر
 کا نقشہ اور اس پر امارت اسلامی کا لہراتا پرچم مجاہدین
 افغانستان کو دعوت فکر دیتا ہے۔

”صوبہ کشمیر کی کہانی تاریخ کی زبانی“ پڑھ کر سننے والے کشمیری
سائنس دانوں اور کئی شلوک کا ازالہ ہوا۔ آپ نے وہ شواہد
پیش کیے ہیں جنہیں رد کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں۔

راہِ حق کے چراغ میں جناب اے آءِ مظهر صاحب نے
موسوی جلیل الرحمان صاحب کی عظیم شخصیت کے کئی پہلو نمایاں
کئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ روشنی کا یہ مینار پائندہ و تابندہ
رہے۔

سداً صلیقی صاحب سے عرض کریں کہ وہ گھر سے
موضوعات پر گھر سے تاثرات قلمبند کریں ہمیں اس فوجوان
صحافی سے بڑی توقعات ہیں وہ اختصار سے ہمیں یلوس

محترم جناب ایڈیٹر ماہنامہ "دعوت" طور صاحب
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاجِ گمراہی بخیر ہوں گے۔ اکتوبر کا پہرہ
امارت اسلامیہ میں ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ اور خصوصاً
مجددینِ امارتِ اسلامیہ "صوبہ کٹرہ کی کہانی" تاریخ کی نرانی
پڑھ کر دلی تسلی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ بھی فائز
جہاد اور امارتِ اسلامیہ کی صورتِ حالات برارے ہی
مضامین لکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آپ نے ۹ ستمبر
روزنامہ جنگ راولپنڈی میں بھی اصل حقائق لکھ کر
حسادوں کو پشیمان کر دیا ہے۔ آئندہ بھی ایسی کوششیں
جاری رہنی چاہئیں۔

عما گو

کفایت اللہ صدیقی

خادم تنظیم طلبہ سلفیہ
یتیم گھر - دیہ

برادرم کفایت اللہ صدیقی صاحب
اسلام علیکم

جزیرہ اور مضامین پسند کرنے کا شکریہ۔
مسئلہ صرف امارت اسلامی کا نہیں ہے، ہم افغانستان
میں ہر نئی تبدیلی اور اس کے مضمرات پر اپنا تجربہ ہمیشہ
کرتے ہیں اور ان شاء اللہ بدستور اپنا موقف بیان کرتے

نہ کرے۔

عبدالرحمان بخاری صاحب کا مضمون "فتح بحران ایک سازش ہے" مسلم عوام اور حکمرانوں کو آئندہ دکھاتے ہیں، ہمیں اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے سازشوں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہیے بلکہ تدریج سے انہماک پر مددہ چاک کرنا چاہیے۔

مخلص

چوہدری اللہ یار خان نیروار

چک نمبر ۴۷، گاؤں ب تاندلیا، لاہور ضلع فیصل آباد

برادر محترم

السلام علیکم

آپ کا طویل تفصیلی خط پڑھ کر راحت ملی۔ ہم نے مجلہ کو معیار بنی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے تاہم ابھی منزل دور ہے۔ آپ اسے مزید تنقیدی نظر سے دیکھا کیجئے اور ہمیں ہماری کوتاہیوں سے بھی آگاہ کیا کیجئے۔ مجلہ پسند فرمانے کا شکریہ

مخلص

استغنیٰ طور

برادر محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور دین حق کی سر بلندی کے لئے عزم جہاد بلند کرتے ہوں گے۔ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ جماعت الدعوة الی القرآن والسنۃ کا مقصد عقیدے کی اصلاح اور توحید کی تعمیل ہے تو اس اعلیٰ مقصد کے لئے ہم معاون و مددگار بننے کے لئے ہر طرح سے تیار ہیں، اسی سلسلے میں ہم نے ایک اصلاحی کمیٹی اور لائبریری قائم کی ہے۔ جس میں اسلامی لٹریچر اور کتب موجود ہیں آپ سے استدعا ہے کہ توحید کے موضوع پر ہمیں کتابوں کا عطیہ ارسال فرمائیں، جہاں بانی ہوگی۔

خیر اندیش

میاں الطاف اللہ

قلعہ میاں گان۔ تنگی نصرت زئی

ضلع چارسدہ۔ پشاور

برادر م الطاف اللہ صاحب

السلام علیکم

آپ کی نیک خواہشات ہمارا سرمایہ ہے، جماعت الدعوة الی القرآن والسنۃ اپنے ہدف سے کبھی غافل نہیں رہی۔ آپ کی معاونت ہمارے لئے باعث تقویت ہے۔ عقیدے اور توحید کی سرفرازی سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

آپ کی لائبریری کے لئے ہم کتب کا انتخاب کریں گے آپ کوشش کیجیے گا کہ نئی نسل زیادہ سے زیادہ لائبریری سے مستفید ہو سکے۔

والسلام

محترم مدیر اعلیٰ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اکتوبر کا مجلہ دعوت ملا، پڑھا اور انتہائی خوش ہوئی میں سب سے بہت اہم کہ یہ جریدہ انقلاب اسلامی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اپنا ایک مضمون "حضرت عمرؓ کے عادلانہ نظام کی جھلکیاں" ارسال کر رہا ہوں اسے رسالہ میں جگہ دیں تو مشکور ہوں گا۔ اس کی اصلاح بھی آپ ہی کے ذمہ ہے، بہت بہت ہر بانی، عبدالحادی

مجلہ تنویر، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور

برادر م

آپ کا خط اور مضمون ملا، جریدہ کی پسندیدگی کا

شکریہ۔ آپ کا مضمون ان شاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں شائع ہوگا۔ آپ کوشش کیجئے گا کہ جس موضوع پر بھی لکھیں اس کا تسلسل قائم رہے۔ مستند حوالہ جات سے مضمون کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے

والسلام



جہادِ مسلم

○ اہل قلم ساتھیو! بیسویں صدی عیسوی کا اختتام اور سولہ دہویں صدی ہجری کا آغاز اچھڑاتے ہوئے ہے کہ عالم اسلام داغ داغ، زخم زخم ہے۔

○ دھڑکتے پکڑتے مجھے ایسا انوکھا غایت نہیں نہایت سے شہداء کو فدیہ کر رہے۔

○ شب تیر میں محوِ مہر و مجبوروں کے آسیب ہمارا مقدمہ بن گئے ہیں۔

○ خوش رنگ جو کہ تلاش میں بھٹکتے بھٹکتے تیرم جو خچر رہا ہے۔ اور یہ ملک اعمالے ہو کا ہے رزمِ علم ہے۔

○ افغانستان — مقبوضہ کشمیر — اور فلسطین میں ہم اپنے ایسے ہی غفلتوں کا کفارہ ادا کر رہے ہیں۔

○ اب خواب رہ قوم نے انجھڑائے لے ہے، نجات دین اسلام نے ہر شہر و مورچے کو نجات دینا ہے جسے خوفزدہ ہو کر۔

○ دشمنانے اسلام نے سازشوں کے ذریعے اور آہنی ہال بھیلانے دیے۔

ان نازک اور پیچیدگیاں میں

مسلمانوں پر شاعروں اور دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ قلمی ہتھیار اٹھا کر کولاچار اور بے بس کر دیں ○ ہوا یہ ہے کہ دیندہ کو کاہل کے رشاک قلم کے نقطہ ہیں ○ بلکہ آج قلمی جہاد میں حصہ لیتے ہوئے اپنے مضامین درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیے گا، شکریہ

مدیر اعلیٰ : اردو ماہنامہ "دعوت"

پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - جمالی آباد صدر پشاور

پاکستان

نئی منتخب حکومت اور نظریہ پاکستان

ماہ اکتوبر کا تیسرا انتخابی عشرہ پاکستان کو ماضی کی تلخیوں، حال کی امنگوں اور مستقبل کی سوچوں سے ہمکنار کر کے رخصت ہوا۔ مرکز میں آئی جے آئی کو سادہ اکثریت لیکن ساتھیوں کی بھاری تعداد نصیب ہوئی۔ صوبہ پنجاب میں حزب اختلاف کا صفایا ہوا اور صوبہ سرحد میں آئی جے آئی اکثریتی جماعت قرار پائی نیز اے این پی کی تائید بھی میسر آئی۔ صوبہ سندھ جہاں پی پی پی کو مکمل برتری حاصل ہوا کرتی تھی اس دفعہ آئی جے آئی کے دوستوں یعنی حق پرست اور جام صادق علی اور اس کے آزاد حمایتیوں کے ہاتھوں میں سمٹ آیا ہے اس طرح مرکز اور تین صوبوں میں آئی جے آئی محلوں حکومتیں ترتیب دے چکی ہے البتہ صوبہ بلوچستان میں ہنوز اصل صورت حالات واضح نہیں خیال یہی ہے کہ وہاں بھی آئی جے آئی جمیعت علمائے اسلام اور کچھ آزاد ممبروں کو ساتھ ملا کر حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائے گی۔ تو گویا مرکز اور چاروں صوبوں میں آئی جے آئی کو ہی بالادستی حاصل ہوئی ہے۔

آئی جے آئی کے سربراہ جناب نواز شریف صاحب ہی نئی منتخب حکومت کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ بے شک انہیں یہ بلند مرتبہ ہیتم محنت تدبیر اور عمدہ حکمت عملی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ لیکن اس عظیم منصب سے بھی عظم تر چیلنج ان کے سامنے جڑے کھولے کھڑے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان کی پہلی نشری تقریر سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مشکلات اور ترجیحات کا بخوبی احساس ہے۔ اندرون ملک اقتصادی، امن و امان اور صوبائی خود مختاری ایسے مسائل ہیں تو بیرون ممالک افغانستان و کشمیر، ہندوستانی اور امریکی رویہ ان کے لئے یقیناً باعث تشویش ہوں گے۔ اگر وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف صاحب اپنے انتخابی ساتھیوں کو تا دیر اپنے ساتھ قائم رکھ سکے تو پھر یہ توقع ممکن ہے کہ وہ کشمیر اندھیادوں میں روشنی کی تابناک کرن ثابت ہوں گے جناب وزیر اعظم چونکہ ایک ممتاز تجربہ کار صنعت کار ہیں اس لئے بہترین منصوبہ بندی اور صلاحیتوں سے وہ اقتصادی بکھیروں کو سلجھا سکتے ہیں۔ بطور وزیر اعلیٰ پنجاب انہوں نے امن و امان قائم رکھنے میں نام پیدا کیا ہے اس لئے باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ نئی تعمیری تدابیر سے اس پر بھی قابو پالیں گے۔ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ البتہ قیام پاکستان سے ہی مصیلت پسندوں کا پسندیدہ نعرہ رہا ہے اسے مزید طول دیا گیا تو کچھ مفاد پرستوں کو داویلا چلانے اور رائے عامہ کو گمراہ کرنے کا ضرور موقع مل جائے گا۔ بہتر یہی ہو گا کہ مشترکہ مفاد کو نسل کا اجلاس طلب کر کے آئین پاکستان میں دی گئی صوبائی خود مختاری کے مطابق یہ قضیہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبھا دیا جائے۔

MONTHLY **DAWAT** (URDU)



**Jamaatuddawa Ilalquran Wassunnah
Afghanistan**

اگرچہ پاکستان کے مسائل اس کا اندرونی معاملہ ہے اور ہمارا اس موضوع پر اظہار خیال مناسب نہیں تاہم پاکستان حکومت اور عوام نے اہل افغانستان کے لئے نازک حالات میں بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں اس لئے ہماری دلی خواہش ہے کہ نئی منتخب حکومت اور عوام کسی نئے بحران سے دو چار نہ ہوں ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان ایک مستحکم اسلامی حکومت بن کر عالم اسلام کی قیادت کرے۔ پاکستان ہی ایسا واحد ملک ہے جس کے قیام میں ایک مخصوص نظریہ کار فرما ہے۔ اور وہ ہے نظریہ اسلام 'اسلام کی بنیادوں پر استوار ہونے والے ملک کی اولین ترجیح بھی نظام اسلام کا نفاذ ہونا چاہئے میرا پختہ ایمان ہے کہ بیالیس برس میں اسلام سے عدم توجہی نے ہی پاکستان کو بار بار مختلف بحرانوں سے دو چار کیا ہے۔ اگر یہاں نظام اسلام کا نفاذ عمل میں آجائے تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس نظریاتی ملک کے نوے فیصد مسائل کا خاتمہ اول مشکل دور میں ہی ہو جائے گا دس فیصد تدر اور اعلیٰ کارکردگی سے دم توڑ دیں گے۔ میں ان لوگوں سے اتفاق نہیں کرتا جو مسلم ممالک کے اشتقاق و افتراق کو جواز بناتے ہیں بلکہ یہی تو سوچنے اور سمجھنے کا نکتہ ہے کہ مسلم ملک ہونا اور دینی مملکت بننے میں نمایاں فرق ہے جہاں خالص اسلامی حکومت قائم ہوگی وہاں فساد و شرعاً قافی نسلی جذبات پر دان ہی نہیں چڑھ سکتے غرور و افلاس کا خاتمہ اور عدل و انصاف کا تقاضا تو دین الہی کا طرہ امتیاز ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سعودی عربیہ میں حدود کے نفاذ نے ان کی کایا پلٹ دی ہے ایک مکمل فلاحی معاشرہ تو وہیں پھل پھول سکتا ہے جہاں جبروتہم اور ناانصافی کا نام نشان نہ ہو اگر تیل کی دولت ہی اصل حقیقت ہوتی تو کئی دیگر عرب ممالک بھی تو اس سیال سونے سے مالا مال ہیں۔ پھر وہاں اس قدر استحکام اور خوشحالی کیوں ممکن نہیں۔ یقین فرمائیے گا کہ ترقی یافتہ مغربی ممالک اگرچہ بظاہر مسرور و خوشحال نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین الہی سے دوری نے ان کے معاشرہ کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ وہ انسانی اخلاقی لحاظ سے بالکل کورے اور کھوکھلے ہیں۔ مغربی غیر متعصب مفکر اب اسلام کو سمجھنے لگے ہیں اگر اسلام کے علم بردار اپنی کاوشیں تیز کر دیں تو نور اسلام مغرب کا مقدر بن جائے گا۔

بات پاکستان میں تبدیلی اقتدار کی ہو رہی تھی تو ہم خلوص نیت سے پاکستان کے نئے منتخب وزیراعظم جناب نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدائے برتر انہیں پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کی توفیق عنایت فرمائے اس وقت عالم اسلام کے تمام اسلامی فداؤں کی نظر میں جناب نواز شریف صاحب پر مرکوز ہیں کیونکہ پاکستان میں کبھی بھی اس قدر شاندار موقع کسی بھی سابقہ حکمران کو میسر نہیں آیا اگر جناب وزیراعظم پاکستان نظام اسلام کا نفاذ عمل میں لے آئے (انشاء اللہ تو ان کا انگی کاہنہ اور اہل پاکستان کا نام تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب بن جائے گا۔

پاکستان اپنے معاملات خود ہی نمٹانے اور سلجھانے میں خود مختار ہے البتہ اس کے دوست ممالک اس کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے ضرور مسرت محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بحرانی عبوری دور سے سرخرو ہونے والی پاکستانی قوم کو خوش دیکھ کر افغان قوم کا چہرہ بھی دمک اٹھا ہے۔ افغان مجاہدین اور مہاجرین کی روشنی بہاریں لوٹ آئی ہیں ایسا کیوں ہے؟ اس کی تشریح اور توضیح کی غالباً ضرورت نہیں کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ جلتے ہوئے افغانستان اور جھلتے ہوئے افغانیوں کو پاکستان نے ہی سنبھالا دیا۔ اور ہنوز اپنی بے پناہ مجبوریوں کے باوجود معاون و مددگار ہے۔

عکس افغانیت

کچھ روز پہلے پشتو بربیدہ دعوت کے نمائندہ نے امیر جماعتہ الدعوتہ
الئے القرآن والستہ جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب سے
افغانستان کے روائے حالات پر مختصر تبصرہ کے لئے گزارش
کے۔ آپ کا پرسوز تجزیہ عکس افغانیت کے عنوان سے
نذر قارئین ہے۔

غازی آزاد کو وہ علاقوں میں عشر اور جرماؤں کے چکر میں پڑ گئے
اور اسلامی تنظیمات کی کمی نے انہیں آزاد کردہ علاقوں تک محدود
کر دیا۔ حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ سارے امور مرکزی ہدایت
کے تحت طے پاتے ہیں، لیکن یہاں تو مجاہدین خود اپنے باہمی
جھگڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ شرعی اقدامات تو کیا ہوتے ان
علاقوں میں قبائلی رسم و رواج کی آبیاری ہو رہی ہے۔ اس
پر غور یہ کہ پاکستان میں مقیم سات پارٹیوں نے بھی باہمی نشستوں
سے جہاد افغانستان کو داغ داغ کر دیا ہے۔ ان کے سربراہوں
نے من کہ جب عبوری حکومت کی بنیاد رکھی تو مجاہدین اور
مہاجرین نے ان سے بڑی ہی خوشگوار امیدیں وابستہ کر لی تھیں
اب افغانستان نے سوچا کہ مصائب اور مشکلات کے دن ہوا ہوتے
لیکن جب قائدین نے امریکہ کو غازی کو شعار بنایا، تو اندیشے جنم
لینے لگے۔

امید تو یہی تھی کہ عبوری حکومت اندرونی افغانستان اپنی
متحدہ قوت سے جہاد کو ہمیز دے گی تاکہ نجیب کا دھڑن تختہ کیا
جاسکے۔ نیز آزاد شدہ علاقوں میں شرعی قوانین کے نفاذ سے
عوام کو جہاد کی برکات کا ثمر ملے اور مسلمانوں کے ذہن و فکر
اسلامی طرز حکومت سے متصف ہو سکیں۔ لیکن اس حکومت

جناب شیخ جمیل الرحمن صاحب نے افغانستان کے عمومی
حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج کل افغانستان کے
بگڑے حالات نے ہر باشعور اور دین دار مسلمان کو پریشان
کر رکھا ہے۔ اگر ایک طرف افغانستان کی جہادی تنظیموں نے اپنی
بے اتفاقی اور خود پسندی سے خود کو چروچ کر رکھا ہے تو
دوسری طرف ساری دنیا کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر
دیا ہے۔ افواہوں کا بازار گرم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ افغانستان
تو اپنے داخلی تنازعات کی زد میں ہے۔ اس لئے اسے اپنے
رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ذرا پہلے روسی فوجوں کے انخلا
اور کابل حکومت کے خاتمہ کو لازم و ملزوم گردانا جاتا تھا
لیکن وہ اندازے تو اب غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ایک
سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے۔ مگر کابل کی ظالم ملحد حکومت
تو اپنے آقا کی شہر پر پہلے سے زیادہ تباہی پھیلا رہی ہے
صوبوں کے تمام بڑے بڑے شہران کے قبضہ میں ہیں اور وہ
تو مزید دسعت کے منصوبے بھی بنا رہی ہے۔ ایسا اس لئے
ہو رہا ہے کہ نڈر بیباک و دلیر کمانڈروں نے دارالشیعہ
ذیتے ہوئے پھر طاقت روس کو توڑ سوا کن شکست سے
دوچار کر دیا۔ مگر ان کے نیکلتے ہی غفلت میں جاسوئے۔ یہی

ہے اور بے جا رکاوٹیں پیدا کر رہی ہے۔ آزاد صوبہ کپڑا کے منفی رویہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے ایسے ہی منفی کردار کا نتیجہ برا مندرجہ رہا ہے کہ پرنس جھگڑے اور تعصبات سر اٹھا رہے ہیں، آخر انہوں نے مقبوضہ علاقوں کے لئے کوٹ نیا کارنامہ سرانجام دیا ہے، کیا مقبوضہ علاقوں کو کمیونسٹوں سے واپس لینا ان کے فرائض میں شامل نہیں اس حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ آزاد علاقوں میں سازشوں کے حال بچھانا اور امن کو تباہ کرنا اسلامی اصولوں سے انحراف ہے، اس کا تو یہ فرض ہے کہ وقت کے بدلے دھاروں کے ساتھ ساتھ فلاحی اور اصلاحی امور پر توجہ مرکوز کرنے کے۔ اگر یہ صرف اپنی شرائط پر ہی مصروف رہے تو پھر یاد رکھے، ہم بھی بے خبر نہیں ہیں، برے نتائج کی ذمہ داری تمام تر اسی پر ہوگی، اسلامی اصولوں سے انحراف کرنے والوں کے مقدس میں عزت و سعادت نہیں ہوتی۔ مومن تو فسادات و فتنہ کے ختم ہونے تک مصروف جہاد رہتا ہے یا یوسی، ناامیدی لغت مسلمان میں ہے ہی نہیں، عدالت برتر کا ارشاد ہے۔

اِنَّ لَا یُسِّرُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمَ
الْکٰفِرُوْنَ ۝



نے تو مایوسیوں کے سوا کچھ نہ دیا، پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آزاد علاقوں میں امن، انصاف، اقتصادی خوشحالی نام کی کوئی شے بھی موجود نہیں ہے، مجاہدین، مہاجرین، شہدائے بے ادب اور یتیم بچوں کے لئے اس حکومت نے کچھ بھی نہیں کیا، یہ حکومت تو ”بابائے ہمیشہ کو کشک عالم دوبارہ نیست“ کا نمونہ بنی پھرتی ہے مغربی دُنیا کے دور ہو رہے ہیں، ایران یا توراہو رہی ہے اور مذاکرات کا بے مقصد ڈھونگ رچا رکھا ہے، البتہ شہیدوں اور مجاہدین کی نام لکھوانے کے لئے انہوں نے یہ ضرور کیا ہے کہ مغربی پاکستانی صحافیوں کو اپنے ساتھ اندرون افغانستان لے جا کر ان سے ویڈیو بنوائیں تو ہاں تاکہ دُنیا دیکھے کہ یہ کس قدر مصروف عمل ہیں، ان کی شاہ خرچیوں کا یہ عالم ہے کہ نئے نئے ادارے تشکیل پا رہے ہیں، جدید عمارات میں ٹھاٹھ باندھ، عمارت کی تختا ہوں اور مراعات پر مہاجرین کی دولت کٹ رہی ہے، کیا ہے جا اخراجات ایسی عبوری حکومت کو زیب دیتے ہیں؟ مجاہدین، مہاجرین، شہدائے کواحقین کو تو چھوڑتے یہ غیر رجسٹرڈ مہاجرین کو کسی کھاتے میں شمار ہی نہیں کرتی کیا دُنیا میں پینے کی پانی ہیں؟

جب عبوری حکومت نے امریکہ، ایران اور سیاسی مل کو اپنی منزل بنا لیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ جہاد مقدس کی اہمیت فراموش کر دی گئی ہے کیا یہ لوگوں کو یہ یاد رکھانا چاہتی ہے کہ اگر جہاد کا راستہ اختیار نہ کیا جاتا تو افغان میں ہی سیاسی مل سے صلح ممکن تھی، یا یہ واضح کرنا چاہتی ہے کہ مجاہدین اور اہل افغانستان مزید جہاد کے لئے تیار نہیں وہ پریٹن ہیں، شک لگتے ہیں، تنگ آگے ہیں، مومن تو مایوسیوں کو پاس بھی نہیں چھٹکنے دیتا، ہم جانتے ہیں دُنیا جانتی ہے کہ یہ عبوری حکومت افغانستان کے کسی ایک گوشہ میں بھی حالات سدھارنے، امن قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، لیکن خود کو مستقبل کی نمائندہ حکومت بنانے کی فکر میں ہے، یہ تو اندرون افغانستان آزاد علاقوں میں اسلامی مقدرہ اداروں اور شرعی قانون کے نفاذ سے بھی خائف



جنگی قیدی حکومت کی ملکیت ہے۔ نہ کہ اس شخص کی ملکیت ہے۔ جس نے اُسے گرفتار کیا ہے اور نہ اس فوجی یونٹ کا قیدی ہے۔ جس نے اُسے پکڑ لیا ہے۔

جنگ کے دوران حکومتوں کے قبضہ میں جو لوگ آتے ہیں مسلمان فقہار کے نزدیک اُس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ جنگی قیدی۔ جو ان لڑنے والے

۲۔ عورتیں اور بچے

۳۔ لاچار لوگ بوڑھے، اندھے، لنگڑے، ٹوٹے وغیرہ جنگی قیدی وہی لوگ ہیں جن کا فرمودہ کو مسلمان زندہ گرفتار کر لیں۔

لاچار لوگ، بوڑھے، لنگڑے، ٹوٹے اندھے ہیں اور ان کے حکم میں پادری، راہب اور گرجاؤں میں بسنے والے لوگ آتے ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو حالات اور مصلحت وقت کے مطابق یا تو قتل کیا جاتا ہے یا انہیں احسان کے طور پر رہا کیا جاتا ہے یا ان سے فدیہ لے کر انہیں آزاد کیا جاسکتا ہے۔

عورتوں اور بچوں کے قتل کے بارے میں سے علما امت کے رائے

بارے میں سے علما امت کے رائے

جمہور علما امت کے نزدیک عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں خواہ وہ عورتیں، بچے اہل کتاب دیہود عیسائی سے ہوں۔ یا ایسی کافر قوم سے ہوں جو اہل کتاب نہیں۔ جیسے کیونٹ لوگ اور بتوں کی پرستار کرنے والے۔

جنگی قیدی، شریعت اسلامی میں اسلامی حکومت کی ملکیت ہے، مسلمانوں کا بادشاہ، خلیفہ یا اس کا نائب، مصلحت وقت کے مطابق، تین طریقوں میں سے ایک طریقہ کو اپنائے گا اور مسلمانوں کے عام مفادات کے تحت ایک طریقہ کے بارے میں اجتہاد کرے گا۔ اسے نافذ کرے گا۔

الکمال ابن الہمام نے کہا ہے کسی ایک کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی قیدی کو خود ہی قتل کر دے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے بادشاہ کی رائے پر عمل ہوگا۔

ابتداء اسلام میں جو حکم مشہور تھا وہ یہی ہے کہ قید کرنے والا (جس نے جنگ میں قیدی کو پکڑ لیا ہے) کو اختیار ہے کہ وہ اپنی رائے سے قیدی کے ساتھ معاملہ کرے، جیسے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے دو قیدیوں، امید بن خلف اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عماد اور سعد رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ بدر میں دو قیدیوں کے لینے میں شریک ہوئے۔ بدر کے بعد قیدیوں کے احکام نازل ہوئے

وَأَعْلَوْا أَتَمَّاعِنْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

(آخری آیت تک)

جس سے معلوم ہوا کہ جنگی قیدی اسلامی امت کی ملکیت ہے۔

۱۹۶۹ء میں جنیوا کے معاہدہ نے یہ ظاہر کر دیا کہ

دیا گیا۔ اور جب عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے تو شرکاء خاتمہ ہو گیا۔ اس لئے قتل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
جمہور علماء کے نزدیک قتل کا سبب لڑائی میں شرکت ہے۔ اور جب عورتیں اور بچے لڑنے میں شریک ہوئے تو جنگ کے دوران اور بعد میں ان کو قتل کرنا جائز ہے۔

اور جن علماء کے نزدیک قتل کرنے کا سبب کفر ہے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ وکار، تو ان کے نزدیک عورتوں اور بچوں کا قتل اس صورت میں جائز ہے جب وہ لڑائی میں شریک ہوں، ان کی دلیل میں وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے المراسیل میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور طبرانی نے البکری میں روایت کی ہے کہ جنگ حنین کے دوران، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جسے قتل کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”کس نے اس عورت کو قتل کیا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا ”میں نے اسے پکڑ لیا تھا اور اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا، جب جنگ میں اسے ہار شکست کا علم ہوا تو اس نے میری تلوار لینے کا ارادہ کیا تاکہ مجھے قتل کرے، لہذا میں نے اسے قتل کیا“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”عورتوں کا کیا حال ہے، عورتوں کو کیوں قتل کیا جاتا ہے۔“

یہ عورت ایک قیدی تھی، اس نے گرفتار کرنے والے کو قتل کرنا چاہا تو بعض مالکی اور بعض شافعی علماء کے نزدیک اس کو قتل کرنا جائز ہو گیا۔ جب کہ جمہور کے نزدیک اپنی جان کے دفاع کی خاطر ایسی عورت کو قتل کرنا واجب ہے جیسے فقہانے کہا ہے کہ حملہ کرنے والے کو قتل کرنا لازم ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب مسلمان عورتیں مسلمانوں سے لڑتی ہیں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ تو پھر کافر عورتوں کو قتل کرنا بطریق اولیٰ جائز ہو گیا۔

قیدی کو کینین یا غلام بنانا

عورتوں اور بچوں کو گرفتار ہو جانے کے بعد قتل کرنا

الماءوردی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس صورت میں عورتوں کا قتل جائز ہے۔ جب وہ عورتیں اہل کتاب نہ ہوں، اور وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں۔

الماءوردی کی یہ روایت درست نہیں کیونکہ عورتوں اور بچوں کے قتل کی مخالفت حدیث سے ثابت ہے۔

نسائی کے علاوہ تمام کتب نے درج ذیل حدیث کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ .

کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع کر دیا ہے۔

سو جس شخص نے عورتوں اور بچوں کو قتل کیا وہ امام شافعی کی رائے کے مطابق اس کی قیمت ادا کرے گا۔ اگر عورتیں اور بچے لڑائی میں اپنی قوم کی مدد کے لئے شریک ہو جائیں یا عورتیں اپنی رائے سے لڑنے والوں کی رہنمائی کریں تو ایسی صورت میں ان کو دوران جنگ یا قیدی ہو جانے کے بعد جمہور ائمہ کے نزدیک قتل کیا جاسکتا ہے۔

احناف علماء نے عورتوں اور بچوں کے گرفتار ہونے کے بعد قتل ہونے کی مخالفت کی ہے۔ ان کے نزدیک عورت اندھے بچے اور پاگل کو گرفتار کرنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے۔ کیونکہ گرفتار ہو کر قیدی بننے کے بعد قتل کرنا سزا ہے اور مذکورہ افراد سزائے اہل نہیں ہیں۔

لڑائی کے دوران ان کو قتل کرنا احناف کے نزدیک اس لئے جائز ہے کہ لڑائی کے شر کو دفع کرنا ایک اہم مقصد ہے۔ اور جب مذکورہ افراد سے شر کا عمل لڑائی کے دوران صادر ہوا۔ تو شر دفع کرنے کی خاطر ان کو قتل کرنا جائز قرار



نومبر ۱۹۹۰ء



ہمدرد غلہ ستان کی کامیابی امارت اسلامی کے سرچشمے تک پہنچا ہے

غلام احمد قاسمی
پیشوا اہل سنت ہیں قرآن و سنن کو اپنی
پیشوا کی پیشوا کی پیشوا کی

محمد امجد

حضرت القنقارہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ
 صحابہ کرام میں (خطبہ دینے) کیلئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا
 جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ تمام اعمال سے افضل ہیں۔ ایک آدمی
 کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے اگر میں اللہ کے راستہ میں
 قتل ہو جاؤں کیا میرے گناہ مجھ سے دُور ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا
 ہاں اگر تو اللہ کے راستہ میں شہید ہو جائے جبکہ توبہ کرنا لا ُطلب
 ثواب کرنا لا آگے بڑھنے والا ہو پٹیٹھ بھیر نے والا نہ ہو۔ پھر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا۔ بتائیے
 اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو میرے گناہ مجھ سے دُور ہو
 جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں اگر تو قتل ہو جائے اور توبہ
 کرنا لا ُطلب کا ارادہ رکھنے والا جنگ کی طرف متوجہ نہ ہو تو توبہ کرنا لا ُطلب
 اور منہ پھیرنے والا نہ ہو ہاں قرض معاف نہیں ہوگا۔ جبریلؑ
 نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔